ماہنامہ

اعلیٰ حضرت

بریلی شریف

مدیر اعلیٰ

(مولانا) محمد سبحان رضا خاں "سبحانی میاں"

May
2019

Yearly Rs. 300/-

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکار اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ / ۱۹۰۴ء میں شہرستان عشق و محبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر و ترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم و حکمت کی لازوال تر و تازگی و شادابی میں سرکار مفتی اعظم ہند کا علمی و روحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اور تابانیاں سرکار مفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثار و قربانی اور خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اور مرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کا ایک روشن و منور نمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہراہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والد محترم حضور صاحب سجادہ کی پر عزم مستحکم اور مخلصانہ قیادت و نظامت کی درخشاں و دیدہ زیب تصویر ہے۔

وہ منظر اسلام جو ماضی قریب کے اکثر اکابر اہل سنت کا قبلۂ علوم و حکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم و ملت کو "تحریک تحفظ ناموس رسالت" اور "تحریک تحفظ عظمت اولیا" کے بے شمار جانباز سپاہی عطا فرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی و عصری علوم و فنون کے ساتھ اسلامی افکار و نظریات کی ترسیل و تبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج و ارتقا کے لئے شب و روز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب و مسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کار ہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیا بار کرنوں کی روشنی میں اپنے روشن و منور مستقبل کے خطوط متعین کر کے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں ایسی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثار و تعاون کو آواز دے رہا ہے۔ آئیے اور اس کے عروج و ارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجیے تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی و روحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

فہرست

ہر ماہ انٹرنیٹ پر ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لیے کلک کریں ہماری اس ویب سائٹ پر۔

Website:-www.aalahazrat.in, E-mail:-subhanimian@yahoo.co.in

E-mail:-mahanamaalahazrat@gmail.com,saleembly@gmail.com

نیوزی لینڈ کی مسجدوں پر حملہ- مسلم فوبیا کی ایک بدترین مثال

منظراسلام کے فرزنداورایک سنی عالمی مبلغ بھی جاں بحق ہوگئے

اداریہ:-مفتی محمد سلیم بریلوی مدیراعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظراسلام بریلی شریف

عالمی سطح پر امن عالم کے استحکام کا بلندو بالا آواز میں دعویٰ کرنے والے، پوری دنیا کوٹھیکیدانہ انداز میں امن وآشتی کا پاٹھ پڑھا نے والے، دنیا کے کسی بھی ملک میں امن وشانتی کے استحکام کے نام پر اپنی فوجوں کواتار دینے والے، دنیا کے کسی بھی خطے خاص کر مسلم خطے میں دہشت گردی مخالف مہم چلانے کی آڑ میں حملہ کر دینے والے، عالمی برادریوں کے سامنے مسلم دہشت گردی کا ہوّا دکھا کر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے والے، پوری دنیا کو''مسلم فوبیا'' کا شکار بنا کر اور انہیں اسلام اور مسلمانوں سے خوفزدہ کر کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر نفرت کا ماحول برپا کر دینے والے اس وقت کہاں کان دبائے پڑے رہے جب''مسلم فوبیا'' کا شکار ایک خوفناک اور خطرناک دہشت گرد مسلمانوں کے مقدس دن جمعۃ المبارکہ کو عین جمعہ کی نماز کے وقت نیوزی لینڈ کے ایک شہر''کرائسٹ چرچ'' کی دو مسجدوں میں گھس کر نمازیوں پر جدید طرز کی ایک خطرناک ترین گن سے تابڑتوڑ گولیاں برسا کر دنیا کے ہنگاموں اور دنیا بھر کے تماشوں سے دور اپنے رب کی بارگاہ میں سربسجود ہوکر عبادت میں مصروف افراد میں ہیجان برپا کر دیتا ہے۔انسان نما اس وحشی درندے کی گن سے گولیوں کی شکل میں آہنی انگارے برستے رہے اور اللہ کے بندے خانۂ خدا میں خاک وخون کے درمیان تڑپتے رہے۔دونوں ہی مسجدوں میں کشت وخون کا یہ ننگا ناچ کئی منٹ تک چلتا رہا۔مسجدوں کے درودیوار پر مسلمانوں کے خون سے مظلومانہ نقش و نگار منقوش ہوتے رہے۔انسان نما اس وحشی درندے کے سامنے جو بھی آیا اس نے اسے اپنی گن سے ہلاک کر دیا۔اس وحشی دہشت گرد کی گولیوں کے سامنے کمسن بچے بھی آئے اور بوڑھے افراد بھی،نوجوان بھی آئے اور عورتیں بھی۔غرض کہ جو بھی نشانے پر آیا''مسلم فوبیا'' کے شکار اور اسلام ومسلمانوں سے سخت ترین عداوت ودشمنی رکھنے والے اس خون آشام بھیڑیے کی گن کی گولیاں اسے چاٹتی چلی گئیں۔اطلاعات کے مطابق اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے تقریباً چالیس افراد جاں بحق ہوگئے اور بہت سارے افراد زخمی ہوکر اپاہج ومفلوج بن گئے۔جنہیں معمولی زخم آئے ہیں وہ بھی اس خوفناک منظر کے چشم دید گواہ ہونے اور اپنے سامنے کشت وخون کے اس دلدوز منظر کو دیکھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذہنی ونفسیاتی مریض بن کر رہ گئے۔

رجب المرجب ۱۴۴۰ھ کی ۷/اور مارچ ۲۰۱۹ء کی ۱۵/تاریخ تھی ،جمعہ کا دن تھا ،ہندوستانی وقت کے مطابق تقریباً ایک بجکر ۴۵/منٹ ہوئے تھے کہ جب دل دہلانے ،خون کے آنسو رلانے اور پوری انسانیت کو سسکیوں کا شکار بنانے والا یہ ہولناک واقعہ رونما ہوا۔نیوزی لینڈ میں''کرائسٹ چرچ'' نامی ایک شہر ہے جس میں

''النور'' اور''لینڈ ووڈ'' مسجد میں جمعہ کے دن دو پہر کے وقت مسلمان نماز جمعہ کے لیے جوق در جوق محبت الٰہی میں سرشار ہو کر پہنچ چکے تھے۔ خانۂ خدا نمازیوں سے بھر چکا تھا۔ نمازی اپنی عبادات اور اپنے مذہبی اعمال یعنی اوراد و وظائف اور ذکر واذکار میں مصروف تھے۔ وہ اپنے رب کی بارگاہ سے لو لگائے انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت وغیرہ میں منہمک تھے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ ابھی ان کے اوپر کونسی قیامت ٹوٹنے والی ہے؟ وہ اس بات سے بے فکر تھے کہ انسان نما ایک سفید فام خون آشام بھیڑیا اپنے خونی پنجوں میں دبوچنے کے لیے ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے۔ مذہبی افعال و اعمال کی ادائے گی میں وہ اس درجہ مستغرق تھے کہ انہیں یہ بھی احساس نہ ہو سکا کہ ''مسلم فوبیا'' کا شکار، اسلام اور مسلمانوں سے سخت ترین دشمنی و عداوت رکھنے والا، عالمی سطح پر عالمی ٹھیکیداروں کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیے گئے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر مسلمانوں کے خون کا ایک پیاسا، امن عامہ کا مکھوٹا سجا کر اور امن عالم کا جھوٹا جھنڈا اٹھا کر اسلام اور مسلمانوں کی عالمی منظر نامہ پر خطرناک اور ہولناک شبیہ دکھا کر پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی طاقتوں نے نفرت کا جو بیج بویا تھا اس نفرت کے بیج سے پیدا ہونے والا'' سفید فام'' آسٹریلوی شیطان، اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے جھوٹی تاریخ پڑھ کر مسلمانوں سے بے پناہ نفرت رکھنے والا ایک ۲۸ رسالہ عیسائی درندہ ان کی موت کا سامان لے کر اور خانۂ خدا میں موت کا ننگا ناچ کرنے کے لیے ان کے سروں پر آنے ہی والا ہے۔ نہا دھو کر، پاکیزہ انداز میں، صاف ستھرے کپڑے پہن کر، باوضو ہو کر، چہرے پر عبادت وریاضت کے مقدس نقوش سجا کر بندگان خدا اپنے پالنہار اور اپنے مالک حقیقی کے دربار میں بنا شور و شغف حاضر ہیں۔ اُدھر یہ خون آشام وحشی بھیڑیا انتہائی اطمینان وسکون کے ساتھ، اپنے مکروہ اور سفاک چہرہ پر شیطانی مسکراہٹ سجائے آہستہ آہستہ سفید کار چلاتا ہوا مسجد کے قریب پہنچتا ہے۔ مسجد تک جانے والی شاہراہ پر ایک سائڈ میں اپنی کار پارک کرتا ہے۔ فوجی وردی میں ملبوس یہ ''ابلیس'' اپنی کار کی ڈگی کھولتا ہے۔ سر پر ہیلمٹ، بدن پر فوجی وردی اور ہاتھوں میں چرمی دستانے پہنے مسلمانوں کے خون کا پیاسا یہ درندہ اپنی کار کی ڈگی سے جدید طرز کی مختلف عبارات لکھی ایک خطرناک لمبی گن نکالتا ہے۔ گن کے چیمبر میں گولیوں سے بھرا میگزین لوڈ کرتا ہے پھر گن تان کر مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی آگ برساتی گولیاں چلانا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ کی یاد میں مستغرق پہلے ایک شخص گرتا ہے، پھر دوسرا، پھر تیسرا اس طرح اس کے تابڑ توڑ حملوں کا شکار النور مسجد کے تقریباً ۳۰ رافراد اور لینڈ وڈ مسجد کے تقریباً ۱۰ رافراد بنتے ہیں۔ یہ دونوں ہی مسجدوں کے مختلف و متعدد حصوں میں جا کر بنا کسی خوف وخطر کے چاروں طرف ابلیس کا سا رقص کرتا گھومتا رہا۔ اللہ کے بندے خاک و خون میں تڑپتے رہے۔ یہ شیطانی قہقہے لگا تا ہوا مسجد کے نمازیوں کو ایک کے بعد ایک موت کے گھاٹ اُتارتا رہا۔

اس'' شیطانی رقص'' کو دیکھ کر یقیناً اس وقت انسانیت تڑپ رہی ہوگی، زمین و آسمان خون کے آنسو بہا رہے ہوں گے، شجر وحجر مرثیہ خواں بنے ہوں گے، بحر و بر کی تمام مخلوق حزن وملال کی تصویر بن گئی ہوگی۔ انسانی اور انسانیت کا درد رکھنے والی قومیں آہ وفغاں کر رہی ہیں۔ عالم اسلام میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے۔ اسلام اور

مسلمانوں سے سچا رشتہ رکھنے والے ایماندار افراد کے گھر غم والم کی سراپا تصویر بنے ہوئے ہیں۔ سچے مسلمانوں کی بستیاں غم واندوہ کی چادر میں اس طرح لپٹی دکھائی دے رہی ہیں کہ گویا کہ موت کا یہ ابلیسی رقص اور کشت وخون کا یہ ننگا ناچ انہیں بستیوں میں ہوا ہو۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ''سارے مسلمان ایک جسم کے مثل ہیں'' کہ جس طرح جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کا اثر پورا جسم محسوس کرتا ہے اسی طرح اگرچہ نیوزی لینڈ جیسے ایک دور دراز ملک میں بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ ہولناک واقعہ رونما ہوا مگر اس کی ہولناکی سے ایمان کا سچا درد رکھنے والا عالم اسلام کا ہر شخص ضرور متاثر ہوا۔ ہر مسلم کی آنکھ نم ہے اور ہر مومن کا دل اس روح فرسا واقعہ سے غم زدہ ہے۔ عالم اسلام سے تعلق رکھنے والے افراد نے اپنے اپنے طور پر اپنے غم والم کا اظہار کیا، آنسو بہائے، دعائیں کیں اور احتجاج بھی کیئے مگر خاموش ہیں تو اسلامی ممالک خاص کر عرب ملکوں کے عیاش حکمراں، ترکی کے صدر رجب طیب اردگان تو احتجاج کر رہے ہیں مگر عرب کی سرزمین پر حکومت کرنے والے یہ وہابی حکمراں کان دبائے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

جھوٹی اسلامی شکل بنا کر اور اپنے چہروں پر جھوٹا اور فرضی اسلامی مکھوٹا سجا کر دنیا کے مختلف خطوں میں اسلامی نام رکھ کر دہشت گردانہ حملہ کرنے والے جب کہیں حملہ کرتے ہیں تو عالمی طاقتیں اور مسلمانوں سے قدیمی عداوت و دشمنی رکھنے والے عالمی ٹھیکیدار ان دہشت گردانہ حملوں کی آڑ میں فوری طور پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اُگلنا شروع کر دیتے ہیں۔ پُرزور انداز میں دہشت گردی کی مذمت کرتے اُن کے بیانات عالمی میڈیا کی زینت بنتے ہیں۔ مسلمانوں جیسے نام رکھ کر خودکش حملہ کرنے والے اور دہشت گردی کا ننگا ناچ ناچنے والے جب کہیں حملہ کرتے ہیں تو عالمی میڈیا فوراً ہی حرکت میں آجاتا ہے۔ ہر ملک کا میڈیا خواہ وہ الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا ان حملوں کو اسلامی دہشت گردی کا نام دے کر خوب دھڑلے کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے۔ اِن نام نہاد مسلم دہشت گردوں کے دہشت گردانہ حملوں کو بنیاد بنا کر وہ اسلام کی مقدس شخصیات خاص کر پیغمبر اسلام، اسلامی شریعت، اسلامی اُصول و ضوابط اور اسلامی تاریخ کے خلاف خوب زہر اگلتا ہے لیکن جب یہی حملے مسلم ممالک پر ہوتے ہیں، مسلمانوں کی مسجدیں جب مسلمانوں کے خون سے رنگین ہوتی ہیں، اسلامی ملکوں کی سرزمین جب مسلمان مرد وعورت اور بوڑھے اور جوانوں کے خون سے لالہ زار ہوتی ہے، جب کوئی ''عیسائی دہشت گرد'' مسجد پر حملہ کرتا ہے، کوئی ''یہودی دہشت گرد'' مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلتا ہے، جب یہی ''بدھشٹ دہشت گرد'' میانمار و برما میں امت مسلمہ کے مظلوم افراد کو سفاکانہ انداز میں موت کے گھاٹ اُتارتا ہے اور جب کوئی دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والا مسلمانوں کی جان و مال اور عزت وآبرو سے شیطانی انداز میں کھلواڑ کرتا ہے تو نہ تو عالمی میڈیا اسے دہشت گردی قرار دیتا ہے اور نہ ہی عالمی طاقتیں اسے دہشت گردانہ کاروائی مانتی ہیں۔ اس وقت دنیا کو امن و آشتی کا کھوکھلا پاٹھ پڑھانے والے یہ عالمی ٹھیکیدار نہ تو مسلمانوں کے خون کے پیاسے ان ظالم وسفاک بھیڑیوں کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور نہ ہی

دلچسپی کے ساتھ ان کے خلاف بیانات جاری کرتے ہیں، نہ ان حملوں کے خلاف کہیں احتجاج ہوتا ہے اور نہ ہی عالمی میڈیا میں مذمتی بیانات شائع ہوتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ بالکل صاف ہے کہ وہاں مرنے والے دوسرے مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور یہاں مرنے والے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا خون اتنا سستا اور ارزاں ہے کہ وہ اگر ٹنوں کی مقدار میں بھی بہتا رہے تو کوئی اثر نہیں اور یہاں ان سفید فاموں کا خون اتنا گراں ہے کہ اگر ایک قطرہ بھی بہہ جائے تو پوری دنیا چیخ پڑتی ہے۔

ذرا تصور کریں! اگر اسلامی نام اور اسلامی مکھوٹا سجائے کوئی شخص اپنی گاڑی سے بندوق اٹھا کر کسی چرچ، یہودیوں کے کسی عبادت خانہ یا کسی مندر و گرودوارے میں داخل ہو کر وہاں اپنی مذہبی عبادت میں مصروف لوگوں کا قتل عام کر کے پوری دنیا کو لائیو ٹیلی کاسٹ کر کے یہ خونی مناظر دکھاتا تو پوری دنیا میں اب تک کہرام برپا ہو چکا ہوتا۔ عالمی برادری چیخ پڑی ہوتی، عالمی میڈیا اسے اسلامی دہشت گردی کا نام دے کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف محاذ آرائی کر چکا ہوتا۔ دنیا بھر کے نام نہاد امن پسند اور دانشور حضرات جگہ جگہ دہشت گردی کے خلاف لیکچر دے رہے ہوتے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہوتا۔ اسلامی نام اور اسلامی چہرے کی وجہ سے اس حملہ آور کو تنہا نہ سمجھ کر پوری امت مسلمہ کا اسے نمائندہ سمجھا جاتا۔ اس کی اس دہشت گردانہ کاروائی کے پیچھے پوری امت مسلمہ کی منصوبہ سازی کو کارفرما قرار دے دیا جاتا۔ اس کی آڑ میں نہ جانے کتنے مسلمانوں کو گرفتار اور نہ جانے کتنے مسلمانوں پر حملہ کر دیا گیا ہوتا بلکہ ضرورت پڑنے پر تو اس ایک یا چند افراد کے دہشت گردانہ افعال کی پاداش میں کسی نہ کسی اسلامی ملک کی اینٹ سے اینٹ ہی بجادی گئی ہوتی۔

کیا دنیا نے یہ منظر نہیں دیکھا کہ جب ''نائن الیون'' کا واقعہ رونما ہوا، اسلامی نام اور اسلامی نشانیاں سجائے چند نام نہاد مسلمان دہشت گردوں نے کہ جن کے بارے میں اب تک تحقیقی طور پر یہ بھی ثابت نہ ہو سکا کہ وہ حقیقت میں مسلمان ہی تھے یا مسلم مخالف طاقتوں کے آلۂ کار، ایسے جنونی افراد نے جب اپنے ہوائی جہاز ٹکرا کر ان عمارتوں کو تباہ و برباد کیا تو اسے پوری امت مسلمہ کا جرم قرار دیتے ہوئے عراق اور افغانستان کو اس کے انتقام میں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ عالمی سطح پر نام نہاد ''اسلامی دہشت گردی'' کے خاتمہ کے نام پر ان عالمی طاقتوں نے کبھی لیبیا کو برباد کیا تو کبھی مصر کو، کبھی یمن کو تاخت و تاراج کیا تو کبھی شام کو۔ لیکن آج ایک عیسائی دہشت گرد کھلے عام نیوزی لینڈ کی دو مسجدوں میں دن کے اجالے میں نہتے اور مظلوم مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلتا ہے اور براہ راست اس کے مناظر بذریعہ لائیو ٹیلی کاسٹ پوری دنیا کو دکھاتا ہے پھر بھی یہ عالمی طاقتیں اسے دہشت گرد قرار نہ دے کر اس سفاک کو ''بندوق بردار'' کے نام سے یاد کر رہی ہیں۔ عالمی میڈیا خاموش ہے۔ دکھاوے کے لیے سرسری طور پر اس ہولناک نسل کشی کے واقعہ کو محض ایک جنونی کا جنون قرار دے رہا ہے۔ اسے صرف ''شوٹنگ'' کا نام دے رہا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھانے والے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ نہ کہیں اس واقعہ کے خلاف پُرزور انداز میں احتجاج ہو رہا ہے اور نہ ہی عالمی طاقتیں عالمی اسٹیج سے اس دلدوز خونی حادثہ پر اظہار افسوس کر رہی ہیں۔ نہ اس حملہ کو عالمی منظر نامہ پر

دہشت گردانہ کاروائی قرار دے رہی ہیں اور نہ ہی اس کے خلاف زور وشور کے ساتھ مذمتی بیان اور مذمتی قرار دادیں پاس کی جا رہی ہیں۔اقوام عالم بھی خاموش اوراقوام متحدہ بھی ساکت و جامد۔کیونکہ یہ حملہ کرنے والا مسلمان نہیں بلکہ ایک نسل پرست، مذہبی جنون رکھنے والا ایک عیسائی تھا۔جس جگہ حملہ ہواوہ چرچ یا مندر نہ تھا بلکہ اس کا نام مسجد تھا۔مرنے والے عیسائی،سفید فام، یہودی یا دوسرے مذاہب کے ماننے والے نہ تھے بلکہ مسلمان تھے۔اس لئے عالمی سطح پر خاموشی ہے،سناٹا ہےاور سکوت ہے۔

ہمیں ان یہودیوں اور عیسائیوں سے گلا نہیں۔ظاہر سی بات ہے کہ اگر دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمانوں کا خون بہتا ہے تو اس سے سب سے بڑی مسرت وشادمانی توانہیں لوگوں کو ہی ہوگی۔ہمیں شکایت وگلا ہے تو ان لوگوں سے جو اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ کہتے ہیں۔ہمیں غم ہے تو ان لوگوں کی خاموشی پر کہ جو اپنے آپ کو اسلامی سلطنتوں کا سربراہ مانتے ہیں۔ہمیں شکوہ ہے تو ان لوگوں کے پُر اطمینان سکوت سے کہ جو اسلامی ملکوں کے مال وزرا اور ان ملکوں کے بے پناہ قدرتی ذخائر کی بدولت عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔یہ عرب حکمراں کتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ دنیا بھر میں مسلمانوں پر ظلم وستم ہوتا ہے مگر ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔دنیا کے خطے خطے میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے مگر ان کے عیش وعشرت ذرّہ برابر متاثر نہیں ہوتے۔اتنا ہولناک اور سفاکانہ واقعہ رونما ہوالیکن ان بے حس عرب حکمرانوں نے اب تک عالمی سطح پر پُر زور انداز میں اس کے خلاف آواز نہ اُٹھائی کیونکہ ان کے آقاؤں نے اس خونین حادثہ کو قابل اعتنا نہیں سمجھا۔

انتہا پسندی یا صلیبی جنگ کا اعلان: عالمی میڈیا اس نسل کشی اور اس دہشت گردانہ کاروائی کو اگرچہ ایک جنونی کا جنون اور ایک انتہا پسند کی انتہا پسندی قرار دے رہا ہے لیکن عالمی میڈیا کا یہ رویہ کتنا سچا ہے اور حقیقت سے کتنا قریب ہے اس کی نقاب کشائی کے لیے اس درندے کی گن پر لکھی ہوئی عبارات اور اس کا مفہوم ہی کافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو یہ کوئی اتفاقی حادثہ تھا اور نہ ہی کسی جنونی کا جنون۔ بلکہ یہ ایک منصوبہ بند حملہ تھا۔اس حملہ کے پیچھے اس عیسائی دہشت گرد کی اسلام مخالف ذہنیت اور سوچ کارفرما تھی۔اس حملہ کا سر رشتہ صلیبی جنگوں سے ملتا ہے۔یہ شخص اسلام اور عیسائیوں کے مابین ہونے والی صلیبی جنگوں کی تاریخ سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا۔یورپین مؤرخین کی مسخ شدہ تاریخ کا زبردست مطالعہ رکھتا تھا۔ اس تاریخ میں اسلام اور مسلمانوں کی مسخ شدہ جو تصویر پیش کی گئی تھی وہ اس کے ذہن ودماغ میں منقش تھی۔اس حملہ کے ذریعہ وہ ماضی کی صلیبی جنگوں کا مسلمانوں سے بدلہ لینے کا عالمی سطح پر پیغام دینا چاہتا تھا چنانچہ اس کی گن پر جو عبارات لکھی ہوئی تھیں ان کی تشریح کرتے ہوئے ترکی کے چینل ''ٹی آرٹی ورلڈ'' اور دیگر عالمی میڈیا نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حیرت انگیز بھی ہے اور چونکا دینے والا بھی۔اس تشریح سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حملہ آور اور مسلمانوں کے خون کا پیاسا یہ دہشت گرد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی پروپیگنڈے سے کس درجہ متاثر تھا۔اس کی گن پر جو عبارات مرقوم تھی اُن کی تفصیل تشریح کے ساتھ ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

☆Malta 1565

خلافت عثمانیہ نے 1565 میں پہلی مرتبہ یورپین ملک ''مالٹا'' کا

محاصرہ کیا تھا لیکن اس میں خلافت عثمانیہ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

☆Vienna 1683

خلافت عثمانیہ نے 12 ستمبر 1683 میں ''ویانا'' پر قبضہ کیا جس کے بعد ایک بہت بڑی جنگ ہوئی جس میں خلافت عثمانیہ کو شکست ہوئی اور خلافت عثمانیہ کے زیرنگیں ایک وسیع علاقے سے ترکوں کو محروم ہونا پڑا۔

☆Tours 732

اس جنونی دہشت گرد کی بندوق کی میگزین پر مذکورہ بالا عبارت لکھی ہوئی ہے جو جنگ ٹورس کی طرف اشارہ کررہی ہے۔ یہ جنگ تاریخ کی دس بڑی جنگوں میں سے ایک ہے۔خلافت بنو امیہ کے عظیم جنرل عبدالرحمٰن الغفقی کی قیادت میں اسلامی لشکر نے فرانس کے شہر ٹورس میں مغربی فوجوں سے لوہا لیا تھا۔اگر مسلمان یہ جنگ جیت جاتے تو پورے یورپ پر اسلامی علم لہرارہا ہوتا۔لیکن حالات ایسے بنے کہ مسلمان یہ جنگ ہار گئے۔مغربی فوجوں کے سپہ سالار ''چارلس مارٹل'' نے اسلامی لشکرکشی کو ناکام بنادیا۔مسلمان یورپ میں کبھی بھی اس جگہ سے آگے نہ بڑھ پائے۔آج بھی اس جگہ ایک کتبہ لگا ہوا ہے جس پر تحریر ہے کہ ''یہاں شیطان کے قدم روک دیئے گئے''۔ مسجد پر حملہ کرنے والے نے اپنے ہیرو کے طور پر اسی یورپی کرنل ''چارلس مارٹل'' کا نام اپنی بندوق کی نلی پر لکھ رکھا تھا۔عربی تاریخ میں اس جنگ کو ''معرکہ بلاط شہدا'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

☆Sigismund of Luxemburg

اس دہشت گرد نے اپنی بندوق پر مذکورہ نام بھی لکھ رکھا ہے۔ یہ وہ عیسائی بادشاہ ہے جس نے جنگ نکوپولس میں صلیبی لشکر کی قیادت کی تھی۔ یہ جنگ خلافت عثمانیہ کے خلاف ہوئی تھی۔ اس بادشاہ نے ترکوں سے بلغاریہ کو آزاد کروایا تھا۔

☆Alexndere bissonate

مسلمانوں کے خون کے پیاسے اس سفاک بھیڑیے نے اپنی بندوق کے ٹریگر پر مذکورہ بالا نام تحریر کررکھا تھا جس کا پس منظر یہ ہے کہ یہ اس بدبخت شخص کا نام ہے جس نے 2017 میں کینیڈا کے شہر کیوبک کی ایک مسجد پر حملہ کرکے چھ نمازیوں کو شہید کردیا تھا۔

غرض کہ اس خون آشام بھیڑیے کی گن اور بلڈ پروف جیکٹ پر بہت سی ایسی عبارتیں لکھی ہوئی ہیں کہ جن کا تعلق ماضی کے کسی نہ کسی ایسے واقعہ سے ہے کہ جس میں عیسائیوں، روسیوں، یہودیوں اور مسلم مخالف طاقتوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں فتح حاصل ہوئی ہے اور جس میں مسلمانوں کو سخت جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان عبارات کو لکھ کر اس سفاک بھیڑیے کا مسجد پر حملہ کرنا اس بات کا اشاریہ ہے کہ یہ شخص نہ تو جنونی ہے اور نہ ہی پاگل بلکہ انتہائی منصوبہ بندی کے ساتھ پوری دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتا ہے کہ جس طرح میں تن تنہا درجنوں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل کر مسلمانوں کے اندر صف ماتم بچھا سکتا ہوں، پورے عالم اسلام کو سراسیمہ کرسکتا ہوں اور اسلام کا کلمہ پڑھنے والوں کو غم والم کی ٹیسیں دے سکتا ہوں اسی طرح دنیا کا ہر وہ شخص جو اسلام اور مسلمانوں سے عداوت و دشمنی رکھتا ہے اور نفرت کرتا ہے وہ بھی ان مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کے لیے اسی طرح کمربستہ ہوجائے۔ اسلام مخالف منفی ذہنیت رکھنے والوں خاص کر عیسائیوں کو گویا کہ وہ یہ پیغام دے رہا ہے کہ ماضی کی صلیبی جنگوں اور اسلامی خلافت کے زمانہ میں عیسائیت کی مغلوبی و شکست کا بدلہ لینے کے لیے تمام اسلام مخالف طاقتیں عالمی

سطح پر ایک متحدہ محاذ قائم کر کے پھر ''ہلال وصلیب'' کی ایک عالمی جنگ کا اعلان کر دیں۔

یہ حادثہ محض ۴۰ر مظلوم مسلمانوں کے قتل ہی کا حادثہ نہیں ہے بلکہ پوری دنیائے اسلام کے لیے ایک عبرتناک حادثہ ہے۔ یہ واقعہ ہمیں آگہی بخش رہا ہے کہ اس وقت عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف کس قدر منفی سوچ اور نفرت کا راج قائم ہو چکا ہے۔ عالمی منظر نامہ پر اسلام اور مسلمانوں کی کس قدر مسخ شدہ تصویر پیش کی جارہی ہے۔ عالمی منصوبہ سازی کے تحت پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت، عداوت اور دشمنی کا کس قدر خطرناک ماحول بنایا جارہا ہے۔

منظر اسلام کے فرزند کی شہادت: نیوزی لینڈ کی ان دو مسجدوں میں اس خون آشام بھیڑیے کی گن کے جو پچاس افراد شکار ہوئے ان میں یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے ایک مایہ ناز فرزند کا نام بھی شامل ہے یہ فرزند منظر اسلام کوئی اور نہیں بلکہ وہی عالمی مبلغ ہیں کہ جنہیں ہم حضرت مولانا حافظ موسیٰ پٹیل کے نام سے جانتے ہیں۔ بولٹن میں رہنے والے ہمارے رفیق حضرت مولانا محمد محسن رضوی صاحب نے بذریعہ فون راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت حافظ موسیٰ پٹیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بھڑوچ گجرات انڈیا کے رہنے والے تھے۔ آپ ایک مخلص عالمی مبلغ تھے۔ یورپی ممالک میں آپ کی دینی خدمات بے مثال ہیں۔ آپ کی پیدائش ۱۹۵۹ء کو صوبہ گجرات کے شہر بھڑوچ سے متعلق ''لوارا'' نامی بستی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کی پھر دارالعلوم معین الاسلام اور دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد میں کئی سال تک متواتر علم دین کی تحصیل فرمائی۔ یہاں سے فراغت کے بعد اور حفظ قرآن کریم کی تکمیل کر کے آپ الجامعۃ الاسلامیہ روناہی، فیض آباد یوپی انڈیا تشریف لائے۔ اس کے بعد مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخلہ لے کر یہاں سے سند فضیلت حاصل فرمائی۔

''فجی'' میں تقریباً ۳۵ سال سے آپ مسلک اعلیٰ حضرت اور افکار رضا کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل تھے۔ ۱۲ر ربیع الاول کو جشن عید میلا د النبی ﷺ کے لیے آپ نے فجی حکومت کے ذریعہ یوم تعطیل کا اعلان کروایا۔ ۳ر ہفتہ قبل آپ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کے لیے نیوزی لینڈ تشریف لائے تھے۔ جمعہ کے روز النور مسجد میں آپ کا خطاب بھی ہوا۔ خطاب کے بعد ہی یہ حادثہ فاجعہ رونما ہوا جس کی پاداش میں آپ اس سفید فام خون آشام بھیڑیے کی گن کا شکار ہو گئے۔ آپ کئی زبان جانتے تھے۔ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں آپ اکثر و بیشتر یورپی ممالک کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ آپ ایک فعال و متحرک اور مخلص و بے لوث مبلغ اسلام وسنیت تھے۔ آپ کی شہادت یقیناً عالم سنیت کے لیے غم والم کا ایک عظیم حادثہ ہے۔ عالم سنیت کا ایک عظیم نقصان ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت نے ایک بار پھر اپنے ایک مخلص اور بے لوث مبلغ کو کھو دیا۔

مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں آپ کی اس دردناک موت پر اظہار غم کیا گیا۔ تعزیتی محفل کا انعقاد ہوا۔ ایصال ثواب کرتے ہوئے آپ کے بلندی درجات کی دعا کی گئی۔ اساتذۂ منظر اسلام کے علاوہ حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے بھی موصوف علیہ الرحمہ کی شہادت پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار فرماتے ہوئے آپ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی غیب سے حفاظت فرمائے۔ حضرت حافظ موسیٰ پٹیل علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے اور عالم اسلام کو دشمنان اسلام کی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین۔

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ: ان پر جمادی گئی خواری جہاں ہوں امان نہ پائیں گے۲۰۴ مگر اللہ کی ڈور۲۰۵ اور آدمیوں کی ڈور سے۲۰۶ اور غضب الٰہی کے سزاوار ہوئے اور ان پر جمادی گئی محتاجی ۲۰۷ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق شہید۔ یہ اس لئے کہ نافرمانبردار اور سرکش تھے۔ سب ایک سے نہیں۔ کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں ۲۰۸ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں اور سجدہ کرتے ہیں ۲۰۹ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں ۲۱۰ اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہ لوگ لائق ہیں اور وہ جو بھلائی کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا اور اللہ کو معلوم ہیں ڈروالے ۲۱۱ وہ جو کافر ہوئے ان کے مال اور اولاد ۲۱۲ ان کو اللہ سے کچھ نہ بچائیں گے اور وہ جہنمی ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے ۲۱۳۔ سورۂ آل عمران، رکوع ۲،۳ آیت ۱۱۱ تا ۱۱۶

تفسیر: ۲۰۴ ہمیشہ ذلیل ہی رہیں گے عزت کبھی نہ پائیں گے اسی کا اثر ہے کہ آج تک یہود کو کہیں کی سلطنت میسر نہ آئی جہاں رہے رعایا و غلام ہی بن کر رہے ۲۰۵ تھام کر یعنی ایمان لاکر ۲۰۶ یعنی مسلمانوں کی پناہ لے کر اور انہیں جزیہ دے کر ۲۰۷ چنانچہ یہودی کو مالدار ہو کر بھی غنائے قلبی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۰۸ **شان نزول**: جب حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہم میں سے جو ایمان لائے ہیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اس پر یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ عطا کا قول ہے کہ من اهل الكتاب امة قائمة سے چالیس مرد اہل نجران کے بتیس حبشہ کے آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم پر ایمان لائے۔ یعنی نماز پڑھتے ہیں اس سے یا تو نماز عشاء مراد ہے جو اہل کتاب نہیں پڑھتے یا نماز تہجد ۲۱۰ اور دین میں مداہنت نہیں کرتے ۲۱۱ یہود نے عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب سے کہا تھا کہ تم دین اسلام قبول کر کے ٹوٹے میں پڑے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ وہ درجات عالیہ کے مستحق ہوئے اور اپنی نیکیوں کی جزا پائینگے یہود کی بکواس بیہودہ ہے ۲۱۲ جن پر انہیں بہت ناز ہے۔ ۲۱۳ **شان نزول**: یہ آیت بنی قریظہ و نضیر کے حق میں نازل ہوئی یہود کے روساء نے تحصیل ریاست و مال کی غرض سے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ان کے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے وہ رسول کی دشمنی میں ناحق اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ ابو جہل کو اپنی دولت و مال پر بڑا فخر تھا اور ابو سفیان نے بدر و احد میں مشرکین پر بہت کثیر مال خرچ کیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے ان سب کا بتایا گیا کہ مال و اولاد میں سے کوئی بھی کام آنے والا اور عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سربراہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر، سوداگران بریلی شریف

مردوں کو ایصال ثواب

عن امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من مر علی مقابر وقرأ قل ھو اللہ احد احدیٰ عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات۔

ترجمہ:- امیر المومنین حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا قبرستان سے گزر ہوا اور اس نے گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو ایصال کیا تو تمام مردوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔

عن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال: یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقہ افضل؟ قال الماء قال فحفر بیراً وقال ھذہ لام سعد۔

ترجمہ:- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا تو کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی تو کنواں کھودا اور اس طرح کہا یہ کنواں ام سعد کیلئے ہے۔

میرے جد کریم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: قبل اس کے کہ صدقہ محتاج کے ہاتھ میں پہونچے ثواب اس کا میت کو پہونچانا جائز ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ومتبادر کہ کنواں تیار ہو جانے پر یہ الفاظ کہے ''ھذہ لام سعد'' اور جب تک وہ کنواں رہا بحکم ''ھذہ لام سعد'' سب کا ثواب مادر سعد کو پہونچا اور سب کا ایصال منظور تھا۔ تو قبل تصرف بھی ایصال ثواب حاصل ہے یہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ اب جو اسے ناجائز کہے حدیث کی مخالفت کرتا ہے۔ طرفہ یہ کہ خود امام الطائفہ میاں اسماعیل دہلوی اپنی تقریر ذبیحہ میں اس تقریر وہابیہ کو ذبح کر گئے۔ لکھتے ہیں ''اگر شخصے بزے در خانہ پرورش کند تا گوشت او خوب شود اورا ذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ بخوار اندخللے نیست''۔ (اگر کوئی شخص اپنے گھر بکرے کی پرورش کرے اور جب وہ خوب فربہ ہو جائے تو اس کو ذبح کر کے گوشت پکا کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی فاتحہ دلائے اور لوگوں کو کھلائے تو اس میں کوئی حرج نہیں)۔ ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ یہ فاتحہ خواندہ بخوارند کیسی، یہاں ''خوارند وفاتحہ خواند'' کہا ہوتا۔

بات یہ ہے کہ فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے اور مومن کے نیک عمل پر ایک ثواب اس کی نیت کرتے ہی حاصل ہو جاتا ہے اور عمل کئے پر دس ہو جاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوا بلکہ متعدد حدیثوں میں فرمایا: نیۃ المومن خیر من عملہ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ فاتحہ میں دو عمل نیک ہوتے ہیں (۱) قرأت قرآن (۲) اطعام طعام۔

طریقہ مروجہ میں ثواب پہونچانے کی دعا اس وقت کرتے ہیں جبکہ کھانا دینے کی نیت کر لی اور کچھ قرآن عظیم پڑھ لیا تو کم سے کم گیارہ ثواب تو اس وقت مل چکے۔ دس ثواب قرأت کے اور ایک نیت اطعام کا کیا انہیں میت کو نہیں پہونچا سکتے؟

رہا کھانا دینے کا ثواب وہ گرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہونچانا شاید ڈاک پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا ہوگا کہ جب تک وہ شیٔ موجود نہ ہو کیا بھیجی جائے؟ حالانکہ اس کا طریقہ صرف جناب باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہونچ جائے۔ خود امام الطائفہ صراط مستقیم میں لکھتا ہے۔

''طریق رسانیدن آں دعا بجناب الٰہی است''

کیا دعا کرنے کے لئے بھی اس شیٔ کا موجود فی الحال ہونا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۹۴/۴)

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق:- حضرت مولانا الحاج محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بے نمازی عورت کے شوہر کو امام بنانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کئی مہینے سے مسجد میں لوگوں کو پانچوں وقت کی نماز پڑھاتا ہے مگر اس کی بیوی کا حال یہ ہے کہ وہ نہ تو نماز پڑھتی ہے اور نہ پردہ میں رہتی ہے ایسے شخص کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

سید محمد عزت حسین، پیر بہوڑہ بریلی شریف

الجواب:- جو ترک نماز کا عادی ہو وہ سخت فاسق ہے کہ جب تک وہ توبہ صحیحہ نہ کرلے اور اس کا صلاح حال ظاہر نہ ہوجائے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ اگر پڑھ لی تو گناہ اور ایسی نماز کا دوہرانا واجب ہے اور جس کی بیوی بے پردہ رہتی ہو اور وہ قدرت کے باوجود منع نہ کرتا ہو تو وہ دیوث ہے اور دیوث سخت فاسق ہے اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں زید لائق امامت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ

حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک حاجی صاحب پانچوں وقت کے نمازی ہیں اور گاؤں کے بچوں کو فی سبیل اللہ قرآن شریف پڑھاتے ہیں جس کا وہ کسی سے پیسہ نہیں لیتے بظاہر ان کے اندر کوئی اور عیب نہیں صرف داڑھی چھوٹی ہے تو ان حاجی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سائل محمد چھوٹے خاں، میرگنج ضلع بریلی شریف

الجواب:- جائز ملازمت جائز طور پر کرنا جائز ہے البتہ اگر داڑھی حد شرع سے کم ہے تو وہ حاجی لائق امامت نہیں۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ ایسے کو امام بنانا گناہ ہے کذا فی القنیہ و درمختار اس حاجی کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی داڑھی حد شرع تک کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ

کسی کی منکوحہ سے دوسرے کے نکاح کرنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی شادی ۶؍سال پہلے ہوچکی تھی مگر ہندہ جو اس کی بیوی ہے وہ تقریباً ۸؍مہینہ سے اپنے مائکے چلی گئی زید کے بہت زیادہ بلانے پر بھی وہ نہیں آتی جبکہ زید تمام حقوق زوجیت ادا کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا جب ہندہ کے باپ سے گاؤں والوں نے لڑکی کو سسرال بھیجنے کے لیے کہا تو اس نے جواب دیا کہ میں زید کے یہاں اپنی لڑکی نہیں بھیجوں گا اور میں نے اس کا نکاح دوسرے کے یہاں کردیا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہندہ کے باپ کا یہ کہنا کیسا ہے؟ اور زید کی بیوی ہوتے ہوئے اس کے باپ کا دوسری جگہ نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟

سائل چھوٹے خاں، موضع بڑودہ ڈاکخانہ میرگنج ضلع بریلی شریف

الجواب:- بلا وجہ شرعی اپنی لڑکی کو روک رکھنا اور اس کے شوہر کے یہاں نہ بھیجنا ناجائز و گناہ ہے اور بلا طلاق اس کا دوسرے سے نکاح کردینا حرام اشد حرام ہے ہندہ کے باپ نے دیدہ و دانستہ اگر اپنی منکوحہ بیٹی کا نکاح دوسرے سے کیا ہے تو وہ سخت گنہگار، ظالم، جفا کار، مستحق عذاب نار اور مستوجب غضب جبار، مبتلائے قہر قہار، حق العبد و حق العباد میں گرفتار ہوا۔ زنا کا دلال ٹھہرا۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ و استغفار کرے اور لڑکی کو اس نام کے شوہر سے جدا کرکے اس کے اصلی شوہر زید کے یہاں بھیجے۔ جو لوگ اس معاملہ میں ہندہ کے باپ کی تائید و حمایت کرتے ہیں وہ بھی توبہ و استغفار کریں، ہندہ کے لیے بھی یہی حکم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی
دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف
یکم رجب المرجب ۱۳۹۲ھ

خواجہ غریب نواز کی مومنانہ بصیرت واخلاقِ کریمانہ

از۔الحاج حافظ محمد ہاشم قادری، خطیب وامام مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام نگر، کپالی، پوسٹ: پارڈیہہ، مانگو، جمشید پور (جھارکھنڈ)

عطائے رسول سلطان الہند ''غریب نواز'' حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ علیہ ماہ ذِی الحجہ 583ھ۔1187ء مکہ مکرمہ کی حاضری کے بعد مدینہ طیبہ اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں وہاں رسول کریم ﷺ نے آپ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور ایک نظر میں مشرق سے لیکر مغرب تک سارے عالم کو دکھایا اور ہندوستان میں دین اسلام کی تبلیغ کا حکم فرمایا۔خواجہ ''غریب نواز'' نے حکم کی تعمیل فرمائی۔اپنے ساتھ اور چالیس اولیائے کرام کو لیکر بغداد ہوتے ہوئے لاہور سے ہوکر دہلی تشریف لائے۔لمبے سفر سے آپ کے پیروں میں سوجن اور چھالے پڑ گئے تھے،اسوقت آپ کی عمر تقریباً چالیس سال تھی۔آپ نے دہلی میں راجہ کھانڈے راؤ کے محل کے سامنے ایک مندر کے پاس قیام فرمایا۔اپنی مومنانہ بصیرت واعلیٰ اخلاق کریمانہ سے لوگوں کو سادہ اور سیدھی نصیحتیں دینے لگے۔کھانڈے راؤ کے کاری گروں اور بہت سے راجپوتوں نے آپ کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہوکر اسلام قبول کر لیا پھر آپ نے یہ ذمہ داری اپنے خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردی۔

آپ 587ھ 1190ء کو اجمیر تشریف لائے۔دین اسلام کے پھیلانے میں آپ کی جدوجہد کی بہت بڑی داستان ہے، جس پر ضخیم کتابیں موجود ہیں،اور آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں جن پر کتابیں موجود ہیں میرا مقصد ہے آپ کی مومنانہ بصیرت اور اخلاق کریمانہ پر مختصر روشنی ڈالنا، جو آج کی اہم ضرورت ہے۔آج جوان کے نام کی روٹیاں کھا رہے ہیں وہ بھی مومنانہ بصیرت سے دور اور اخلاق سے خالی ہیں، بزرگوں کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔اس پر عمل کر کے ہی ہم سچے پکے مسلمان بن سکتے ہیں۔

بصیرت اور مومن لازم و ملزوم :ارشاد باری تعالیٰ ہے۔یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔(القرآن،سورۃ الانفال ۸،آیت ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کروگے (تو) وہ تمھارے لئے حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت (وہدایت) مقرر فرمادے گا اور تمھارے (دامن) سے تمھارے گناہوں کو مٹا دے گا،اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

تقویٰ (اللہ سے ڈر) کی خاصیت ہے کہ وہ انسان کو ایسی سمجھ عطا کر دیتا ہے جو حق اور ناحق میں تمیز کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور گناہ کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ انسان کی عقل خراب کر دیتا ہے جس سے وہ اچھے کو برا اور برے کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔

جو اللہ سے ڈرے اور اس کے حکم پر چلے تو اللہ تعالیٰ اسے تین خصوصی انعام عطا فرمائے گا۔پہلا اسے فرقان (حق و باطل میں

فرق کرنے) والا علم عطا فرمائے گا یعنی فراست ایمانی، دل کو ایمانی نور عطا فرمائے گا، مومن کی فراست ایمانی کے بارے میں حدیث مطالعہ فرمائیں۔حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ'' مومن کی فراست ایمانی سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔(ترمذی، معجم، حدیث ۳۲۵۴)

خواجہ غریب نواز کی دینی بصیرت اور انا ساگر:

اللہ رب العزت نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو بصیرت کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا، انا ساگر۔ وہی انا ساگر جو سلطان الھند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ کے کوزے میں سما گیا یہ بہت مشہور واقعہ ہے۔اجمیر میں واقع ایک مصنوعی جھیل ہے جسے پرتھوی راج چوہان کے دادا اناجی چوہان نے 1135ء سے 1150ء کے دوران بنوایا تھا، ساگر ہندی میں سمندر کو کہتے ہیں اسے اناجی چوہان نے بنوایا تھا اسی لئے اسکا نام ''انا ساگر'' ہوا۔ ہندوستان کی چند خوبصورت جھیلوں میں سے یہ ایک ہے۔ ایک بار آپ نے اپنے خادم کو پانی لانے کو کہا۔ جب خادم انا ساگر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں راجپوت سپاہیوں کا پہرہ ہے۔ جب خادم نے پانی لینا چاہا تو سپاہیوں نے کہا تم یہاں سے پانی نہیں لے سکتے۔ خادم نے واپس آکر ساری صورت حال خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں گوش گزار کی۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ میرا کوزہ لے جاؤ اور ان سے کہو ہم زیادہ پانی نہیں لیتے صرف یہ کوزہ بھرنے کی اجازت دے دو۔ خادم کوزہ لیکر وہاں پہنچا اور اجازت طلب کی۔ سپاہیوں نے سوچا ایک کوزہ ہی تو ہے لیجانے دو۔ انھوں نے اجازت دے دی اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ بس یہی کوزہ۔اس کے بعد پانی لینے نہ آنا جب خادم نے کوزہ پانی میں ڈالا تو 13 کیلومیٹر پر پھیلا انا ساگر کوزہ میں سما چکا تھا۔خواجہ غریب نواز نے اپنے کوزہ میں انا ساگر کے سارے پانی کو سمیٹ کر اپنی کرامت کا سکہ دلوں میں بیٹھا دیا، چاروں طرف ہاہا کار مچ گیا۔لوگ اور جانور پیاس سے پریشان ہونے لگے۔آپ نے پھر وہی پانی اللہ کی مخلوق کی ضرورتوں، پیاس بجھانے کے لئے انا ساگر میں واپس کر دیا۔آپ کے اس عمل سے وہاں کے لوگوں میں آپ کی رحم دلی کا سکہ بیٹھ گیا (دشمنوں کو پیاسا مار ڈالنا تو لوگوں کا وطیرہ رہا ہے) اس واقعہ کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ آپ کی رحم دلی نے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف اور اسلام کی طرف متوجہ کیا، یہ ہے مومن کی بصیرت۔ بہت سے واقعات ہیں جن سے ہمیں سبق لینا چاہیے۔خواجہ غریب نواز کی غریب نوازی سے میں بھی مالا مال ہو جاؤں۔آپ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش ہے۔

میرا بگڑا وقت سنوار دے
میرے خواجہ مجھ کو نواز دے
تری اک نگاہ کی بات ہے
میری زندگی کا سوال ہے

بڑے بڑے سلطان زمانہ آپ کی بارگاہ میں حاضری دے کر اپنے لئے خزانہ سمیٹتے ہیں۔آپ اپنے اور بیگانوں سب کو دینی و دنیاوی دونوں خزانوں سے مالا مال فرماتے ہیں۔ پرتھوی راج نے آپ پر بے شمار مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن قربان جایئے آقا ﷺ کے فرمان پر کہ ہندوستان جا کر اسلام پھیلاؤ۔اس حکم پر آپ نے کتنے صبر و استقلال سے عمل کیا۔ پرتھوی راج نے حکم دیا کہ اجمیر سے

نکل جاؤ،18 ہزار عالمین کا مشاہدہ فرمانے والے خواجہ غریب نواز نے اپنی مومنانہ بصیرت سے مومنانہ جلال میں آکر پرتھوی راج کے بارے میں فرمایا'' میں نے پرتھوی راج کو زندہ سلامت لشکر اسلام کے سپرد کیا'' آپ کا فرمان سو فیصد صحیح ثابت ہوا۔ تیسرے ہی روز فاتح ہندوستان شہاب الدین غوری کے لشکر نے ہندوستان پر لشکر کشی اور پرتھوی راج کے لشکر سے زبردست جنگ کی اور فتح حاصل کر کے پرتھوی راج کو گرفتار کر کے واصلِ جہنم کیا۔ اسی لئے آپ کو ہندوستان و پاکستان کا اصل بادشاہ کہا اور مانا جاتا ہے۔

خواجہ غریب نواز کا اخلاقِ کریمانہ: جب سے دنیا قائم ہے اسوقت سے آج تک ہر دور میں کسی نہ کسی علاقے میں کوئی اللہ کا بندہ ایسا ضرور ہوتا رہا ہے جس نے انسانوں کی سیرت و کردار کی تعمیر کی اور محبت کا پیغام دیا۔ اللہ کے نیک بندوں نے انسانوں کو ہمیشہ اخلاقی تعلیم سے سرفراز کیا۔ اِن میں حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بھی صفِ اول میں نظر آتے ہیں۔ اسلام اپنی اخلاقی تعلیمات کی وجہ سے پھیلا اور پھیلتے رہے گا۔ آنے والی صبح قیامت تک۔ جنگ بدر کے قیدیوں سے حسن سلوک ہو یا فتح مکہ کے بعد دشمنوں کو عام معافی دینا۔

صوفیائے کرام کی اخلاقی قدروں نے اسلام کو پھیلانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات میں موجود ہیں۔ خواجہ غریب نواز کے اخلاق کریمانہ نے اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کیا۔ ہر خاص وعام، ہر مذہب کے لوگوں پر آپ کا پیار و محبت، شفقت و اخلاق کریمانہ کی مسلسل بارش ہوتی رہی تبھی تو ہندوستان کے بت پرستی بھرے ماحول میں بھی لاکھوں لاکھ لوگوں کا اسلام قبول کر لینا بہت بڑی بات ہے۔ دلوں پر زبردستی نہیں محبت سے قبضہ کیا جاتا ہے۔ یہ کام صوفیائے کرام نے بخوبی کیا اور خواجہ غریب نواز نے بدرجہ اتم کیا۔ تبھی تو آپ کو غریب نواز جیسے اعلیٰ خطاب سے آج تک یاد کیا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ سب سے افضل عمل حسن خُلق ہے اور سب سے بڑی نحوست بد خلقی ہے، حسن خلق اور سخاوت سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور بد خلقی و کنجوسی سے کفر ترقی کرتا ہے، انسان کا ظاہری لباس کپڑا ہے اور اندرونی لباس حسن اخلاق ہے۔ قیامت کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے قریب وہ شخص ہوگا جو خوش اخلاق ہوگا۔ اخلاق کے بغیر انسان ایک حیوان ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں حسن اخلاق کی اہمیت ہے۔ آقا ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُ تَمِّمَ مَکَا رِمَ الْاَ خْلاَ ق.

ترجمہ: میں اخلاق کی تعلیم کو مکمل کرنے کے لئے آیا ہوں۔

(بخاری 8939، مسند 3660، بیہقی 365، وغیرہ وغیرہ)

نبی، رسول، پیغمبر جیسے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوتے ہوئے بھی نبی رحمت ﷺ نے دشمنوں کو معاف فرمایا۔ بچوں، عورتوں، بوڑھوں پر شفقت فرمائی تو لوگوں نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ضعیف (بوڑھے) والد جو نابینا تھے نبی ﷺ کی بارگاہ میں بیعت کے لئے گود میں لیکر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں آپ نے کیوں تکلیف دی؟ میں خود ان کے پاس چلا آتا۔ (حدیث)

اللہ رب العزت کی خوشنودی اور مخلوق میں ہر دل عزیز بننے کا شرف اس کو اللہ عطا فرماتا ہے جو با اخلاق ہو۔ آپ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ خود دور دور تک دشوار گزار راستوں پر چلتے، میلوں سفر

کرتے ،لوگوں کواسلام کی دعوت دیتے ،لوگوں سے اخلاق سے ملتے اورامیر ،غریب ، بوڑھوں ، کمزوروں سب سے یکساں پیار بھرا سلوک کرتے ۔جیسا کہ حدیث پاک میں ہے رسولِ کریم نے ارشادفرمایا:
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما نے خبر دی میری والدہ نبی ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ،اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ۔
(الی آخر الآیۃ)
(القرآن،سورہ الممتحنۃ ۶۰،آیت ۸)

ترجمہ: اللہ تمھیں ان سے منع نہیں کرتا جوتم سے دین میں نہ لڑے اورتمھارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اوران سے انصاف کا برتاؤ برتو، بیشک انصاف والے اللہ کومحبوب ہیں۔
(کنزالایمان)

یعنی جو غیر مسلم مسلمانوں سے نہ جنگ کرتے ہیں، اورنہ انہیں کوئی اورتکلیف دیتے ہیں، ان سے اچھا برتاؤ اور نیکی کا سلوک اللہ تعالیٰ کو ہرگز ناپسند نہیں، بلکہ انصاف کا معاملہ کرنا تو ہر مسلم اورغیر مسلم (غیر حربی) کے ساتھ واجب ہے۔

حضرت سلطان الہند کے حسن سلوک اور محنت شاقہ سے ہی ہندوستان میں اسلام پھیلا۔آپ کی سیرت ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔آپ کی سیرت و سوانح میں اخلاق و آداب اور حسن معاشرت کے واقعات جواہر پاروں کی طرح آج بھی جگمگ جگمگ کرتے اپنی بے مثال کرنوں سے ہماری رہنمائی کر رہے ہیں۔ہمیں حسن اخلاق کے ساتھ لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔بلند اخلاقی کا مظاہرہ کرنے کا درس دے رہے ہیں۔مہمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔کسی کو جھڑکنے،ترش مزاجی سے بات کرنے ،دھکے دینے ،گالی گلوج کرنے ،جھگڑا وفساد پر آمادہ رہنے اور لوگوں کی دل آزاری کرنے سے منع کر رہے ہیں۔

افسوس! آج ان کے نام کی خانقاہیں سجائے موٹے موٹے گدوں اور مسندوں پر براجمان لوگ ان کی تعلیمات پر کتنا عمل کر رہے ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ڈاکٹر اقبال نے اسی مناسبت سے کہا ہے کہ ۔

نذرانہ نہیں سود ہے پیران حرم کا
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں ہے عقابوں کا نشیمن

یہ ان سے محبت نہیں، یہ تو عداوت ہے۔افسوس ان پر بھی ہے جو آج خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے کشف وکرامات اور دین اسلام کی اشاعت میں ان کی خدمات کے منکر ہیں، دونوں مجرم ہیں۔اللہ کے وہاں پکڑے جائیں گے۔ضرورت اس بات کی ہے موجودہ ملکی حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے برادرانِ وطن سے بھی اخلاقی رابطہ بڑھائیں۔ان کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ یہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے۔ان کے سامنے اخلاق کا پیکر بن کر اسلامی تعلیمات ان تک پہنچائیں ،خود بھی اسلام پر عمل کریں تبھی مسلمانوں کا بھلا ہوگا اورامن وامان قائم ہوگا۔

اپریل فول کی شرعی حیثیت

از۔محمد امن نوری، متعلم جامعہ رضویہ منظر اسلام

قرآن کریم میں آیت کریمہ ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو۔اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

قارئین! آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو ان کی پیروی نہ کرو۔

اسلام ہمیں دو قسم کے احکام کا حکم دیتا ہے۔ایک وہ احکام جن کا عمل میں لانا ضروری ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دوسرے وہ احکام جن کو ترک کرنا ضروری ہے مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی اور زنا وغیرہ جن کو شریعت میں گناہ تسلیم کیا جاتا ہے اور کتاب و سنت میں سختی سے ان سے روکا گیا ہے لہٰذا ہم زیر نظر مضمون میں وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے جدید اور فیشنی جھوٹ (اپریل فول) کے متعلق گفتگو کریں گے۔

جھوٹ ایسا وبال ہے کہ جو آج بہت عام ہو چکا ہے۔اب تو وہ وقت آ چکا ہے کہ اس گناہ کو انجام دینے کے لیے ایک خاص دن بھی مقرر کر لیا گیا ہے بلکہ مسلمان بھی عیسائیوں کے ساتھ بہت جوش وخروش سے یہ گناہ انجام دیتے نظر آتے ہیں اور اظہار مسرت کرتے ہیں اور اس دن اس گناہ کبیرہ کو انجام دینے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے بلکہ اسے فیشن کے طور پر جوش وخروش کے ساتھ اپریل فول نام سے ایک تیوہار گردانتے ہیں اور ذرا بھی غور نہیں کرتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ یہ صحیح ہے یا غلط؟

قارئین! آیئے ہم غور کرتے ہیں کہ اس مذموم رسم کی ابتدا کیسے ہوئی؟ ہمیں اس کے متعلق چند واقعات ملتے ہیں۔

(۱)''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانکا'' میں اس رسم کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ۲۱/مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگوں نے ان تبدیلیوں کو اس طرح تعبیر کیا ہے کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ اس طرح مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہی ہے۔لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانہ میں ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا۔(انسائیکلوپیڈیا آف برٹانکا،ص ۴۹۶، ج۱)

(۲) دوسرا واقعہ ۱۹/ویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلوپیڈیا ''لاروس'' نے بیان کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر لیا اور رومیوں کی عدالت میں پیش کیا تو رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمسخر اور استہزا کا نشانہ بنایا گیا، ان کو پہلے یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالت میں پیش کیا گیا، پھر وہ انہیں پیلاطس کی عدالت میں فیصلے کے لیے لے گئے، پھر پیلاطس نے اُن کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا اور بالآخر ہیرودیس نے دوبارہ فیصلے کے لیے ان کو پیلاطس کی عدالت میں بھیج دیا۔لوقا کی انجیل

میں اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا گیا ہے:

''اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت سے بتا تجھے کس نے مارا؟''

(انجیل لوقا، ب۲۲، آیت ۶۳-۶۵، ص ۲۲۷)

(۳) تیسرا واقعہ وہ ہے جس کے متعلق بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ فرانس میں ۱۷ رویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینہ کو رومی لوگ اپنی دیوی ''وینس'' Venus کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے۔ تو چونکہ یہ سال کا پہلا دن ہوا کرتا تھا اس لیے خوشی میں اس دن کو جشن کے طور پر منایا کرتے تھے اور اظہار خوشی کے لیے آپس میں ہنسی مذاق بھی کرتے تھے، تو یہی چیز رفتہ رفتہ ترقی کر کے ''اپریل فول'' کی شکل اختیار کر گئی۔

محترم قارئین! ذرا غور کریں کہ مسلمان اپریل فول منا کر دشمنوں کا ساتھ دے کر اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اللہ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔ حالانکہ اغیار کا ساتھ دینے اور ان کے طریقوں پر عمل کرنے پر سخت وعید ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من تشبہ بقوم فھو منھم۔ یعنی جس نے جس قوم سے مشابہت رکھی وہ انہیں میں سے ہے۔

اب ہم وہ آیت اور وہ احادیث ذکر کریں گے کہ جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ جھوٹ کس قدر مضر اور مہلک ہے؟ اور مذاق اور جھوٹ کا کیا حکم ہے؟ اور آخر میں چند مسائل ذکر کریں گے۔

آیت کریمہ: **لعنة الله علی الکذبین.** (آل عمران)

ترجمہ: تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

حدیث (۱): **کبرت خیانة أن تحدث اخاک حدیثا وھولک بہ مصدق وانت بہ کاذب.** (مشکوٰۃ ۲/۴۱۳)

ترجمہ: بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے بات کرے اور وہ تجھ کو سچا جان رہا ہوں حالانکہ تو جھوٹ بول رہا ہو۔

حدیث (۲): **ویل للذی یحدث بالحدیث یضحک بہ القوم. فیکذبة ویل لہ ویل لہ.** (ترمذی شریف ۲/۵۵)

ترجمہ: ہلاکت اس شخص کے لیے جو ایسی بات کہے کہ جس سے قوم کو ہنسائے تو جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے۔

حدیث (۳): **ملعون من ضار مومنا او مکربہ.**

(ترمذی شریف ۲/۱۵)

ترجمہ: رحمت سے دور ہے وہ جو مومن کو تکلیف دے یا اس کے ساتھ دھوکا کرے۔

جھوٹ بولنے والا خود پر اللہ کی لعنت لازم کر لیتا ہے اور ہلاکت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے لیکن اگر جھوٹ بولنے سے توبہ کر لے تو اس کے لیے خلد بریں میں ایک گھر کی بشارت ہے۔

حدیث میں آیا ہے: **انا زعیم ببیت فی وسط الجنة لمن ترک الکذب وان کان مازحاً.** (الترغیب والترہیب ۳/۵۸۹)

ترجمہ: میں درمیان جنت ایک گھر کا ضامن ہوں اس شخص کے لیے جو جھوٹ چھوڑ دے اگر چہ مذاق ہی کیوں نہ ہو۔

حضرات! آپ نے آیت اور احادیث کا مطالعہ کیا اور بخوبی جان لیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص جھوٹ بولے اس پر لعنت ہے۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جھوٹ خیانت ہے اور

ہلاکت ہے اس کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے اور جو ہم سے فریب کرے وہ ہم میں سے نہیں اور وہ ملعون ہے جو مومن کے ساتھ مکر وفریب کرے اور جو جس قوم کی طرح عمل کرے وہ انہیں میں سے ہے۔تو آج ہم اپریل فول میں کیا کرتے ہیں؟ صرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ کی لعنت مول لے کر اپنے دین کو برباد کرتے ہیں۔تو حضرات کیا ہی اچھا سودا ہے کہ ہم جھوٹ چھوڑ دیں اور جنت میں اس گھر کے حقدار ہو جائیں جس کے ضامن رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ہیں۔

مسئلہ کافروں کے تیوہار ہولی، دیوالی، کرسمس وغیرہ میں شریک ہونا ناجائز وحرام ہے۔اگر کوئی مسلمان ان تیوہاروں کو صحیح اور جائز سمجھ کر منائے تو کفر ہے۔لہٰذا تجدید ایمان، تجدید نکاح کریگا۔

(۲) جھوٹ بولنا ہر حال میں حرام ہے سوائے تین مقامات کے ان کے علاوہ کہیں بھی جائز نہیں چاہے اپریل فول ہی کی شکل میں کیوں نہ ہوں۔

وہ مقامات جن میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) جنگ میں اپنے سامنے والے سے، یہاں اپنے سامنے والے دشمن کو دھوکا دینا جائز ہے۔اور اسی طرح ظالم سے بھی۔(۲) دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے۔مثلاً ایک سے کہے فلاں آپ کو اچھا جانتا ہے آپ کو سلام کہتا ہے اسی طرح دوسرے سے بھی کہے۔ (۳) بیوی کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقعہ بولنا۔

آج ہم نے اپنے اسلامی رسم ورواج اور اسلامی تیوہاروں کو چھوڑ کر کفار ومشرکین اور مخالفین اسلام کے طریقے، ان کے تیوہار اور ان کے رسم ورواج کو اپنا کر اپنا اسلامی تشخص خود اپنے ہی ہاتھوں مسخ کر دیا ہے۔ہماری چال ڈھال، ہمارا کھان پان، ہمارا لباس، ہمارا انداز گفتگو، ہماری صورت، ہماری سیرت، ہماری تعلیم وتربیت، ہمارا اٹھنا بیٹھنا اور ہمارا معاشرے میں زندگی گزارنا یہ سب اسلامی طور طریقوں سے بہت دور ہو چکا ہے۔ہم اپنی زندگی کی شاہراہ پر غیروں کی نقالی کرتے ہوئے چلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ''کوّا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھول گیا'' کے مصداق آج ہم اپنی چال ڈھال بھول کر دوسروں کے نقلچی بن چکے ہیں۔شاید ہمارے وہم و گمان میں یہ بات جاں گزیں ہو چکی ہے کہ اگر ہم نے اقوام عالم کی پیروی کرتے ہوئے ان کے قدم سے قدم ملا کر زندگی گزاری تو ہمیں کامیابی وکامرانی حاصل ہو جائے گی حالانکہ یہ ایک مجنون کا جنون اور ایک دیوانے کے خواب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔جو قوم اپنی عادات واطوار اور اپنے مذہبی طریقوں کو بھلا دے وہ نہ گھر کی رہتی ہے اور نہ گھاٹ کی۔

مسلمانوں کی تنزلی اور ذلت و رسوائی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے اسلامی طور طریقوں اور اسلامی امتیازات واختصاصات کو اپنے لیے از کار رفتہ اور فرسودہ خیال سمجھ رکھا ہے۔انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر ہم نے اسلامی شریعت پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کی تو دنیاوی زندگی کی سرپٹ دوڑ میں ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے لیکن حالات اور مشاہدے نے اُن کی اس خام خیالی کے نقصانات کو طشت از بام کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اُن کا بھلا تو اقوام عالم کی اتباع وپیروی اور غیروں کی نقالی میں بھی نہ ہو سکا۔اس کے برخلاف مسلمان اس وقت زیادہ طاقتور اور زیادہ ترقی یافتہ وخوشحال تھا جب وہ اپنی شریعت پر سختی سے عمل پیرا تھا۔آج ہم غیروں کی نقالی کرنے کے باوجود بھی ذلت ورسوائی کی زندگی گزار رہے ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ غیروں کی نقالی نے ہمیں زندگی کی شاہراہ پر فسڈی ہی بنا دیا ہے نہ کہ ترقی یافتہ۔اس لیے ہر حال میں اسلامی شریعت کی پاسداری ملحوظ خاطر رکھیں۔

قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیرالناس۔ایک تجزیاتی مطالعہ

دوسری قسط: بشکریہ القلم فاؤنڈیشن سلطان گنج پٹنہ
از: مفتی مطیع الرحمٰن رضوی مضطر پورنوی

تحذیرالناس کی متنازع عبارت

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''

(تحذیرالناس ص۳)

''بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔

(ایضاً ص۱۴)

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''

(ایضاً ص۲۵)

حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ

"لو فرض فی زمنه صلی الله تعالیٰ علیه و سلم بل لو حدث بعده ﷺ نبی جدید لم یخل ذٰلك بخاتمیته و انما یتخیل العوام انه صلی الله علیه و سلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم۔ الی آخر ما ذکر من الهذیانات الخ"۔

ترجمہ: بالفرض آپ کے زمانہ میں، بلکہ بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم و تاخر زمانہ میں کوئی فضیلت نہیں الخ۔

''المہند'' کی وہ عبارت جس کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ حسام الحرمین میں جو ترجمہ کیا گیا تھا، وہ صحیح نہیں تھا اس لئے علمائے حرمین کے سامنے یہ صحیح ترجمہ پیش کیا گیا:

فانه رحمه الله تعالیٰ قال فی رسالته المسماة بتحذیر الناس ماحاصله ان الخاتمیة جنس تحته نوعان احدهما خاتمیة زمانیة وهو ان یکون زمان نبوته ﷺ متاخرا من زمان نبوة جمیع الانبیاء ویکون خاتما لنبوتهم بالزمان و الثانی خاتمیة ذاتیة هی ان یکون نفس نبوته ﷺ ختمت بها و انتهت الیها نبوة جمیع الانبیاء کما انه ﷺ خاتم النبیین بالزمان کذالك هو خاتم النبیین بالذات فان کل ما بالعرض یختم علی ما بالذات و نبوة سائر الانبیاء بالعرض لان نبوتهم علیهم السلام بواسطة نبوته ﷺ وهو الفرد الاکمل الاوحد الابجل قطب دائرة النبوة والرسالة وواسطة عقدها فهو خاتم النبیین ذاتا و زمانا ولیس خاتمیته ﷺ منحصرة فی الخاتمیة الزمانیة فانه لیس کبیرة فضل ولا زیادة رفعة ان

یکون زمانہ ﷺ متاخر من زمان الانبیاء قبلہ بل السیادۃ الکاملۃ والرفعۃ البالغۃ والمجدالباھر و الفخر الزاھر تبلغ غایتھا اذا کان خاتمیۃ الزمانیۃ فلا تبلغ سیادتہ و رفعتہ ﷺ کما لھا ولا یحصل لہ الفضل بکلیتہ وجامعیتہ۔ (وھٰذا تدقیق منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ظھر لہ فی مکاشفات فی اعظام شانہ و اجلال برھانہ و تفضیلہ و تبجیلہ ﷺ۔

خودعلمائے دیوبند نے اس (المہند کی مذکورہ عربی عبارات کا) جوترجمہ کیا ہے، وہ یہ ہے:

ترجمہ: جوکچھ مولانا نے اپنے رسالہ ''تحذیرالناس'' میں بیان فرمایا ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت دونوعیں داخل ہیں۔ ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیا کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے خاتم ہیں۔ اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیا کی نبوت ختم و منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں بالذات کیوں کہ ہر وہ شئی جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہو اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیا علیہم السلام کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطے سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل ویگانہ اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت صرف زمانہ کے اعتبار سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ سے پیچھے (بعد) ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور انتہاء درجہ کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو۔ ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیا ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبۂ کمال کو پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل کلی کا شرف حاصل ہوگا۔ (اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ ﷺ کی جلالت و رفعت شان و عظمت کے بیان میں مولانا کا مکاشفہ ہے)

تحذیرالناس کی اصل عبارت ساڑھے تین سطروں میں ہے، حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ تین سطروں سے کم ہی میں آ گیا ہے۔ مگر ''المہند'' میں ترجمہ کے نام پر جو عربی عبارت لکھی گئی ہے، وہ ساڑھے سولہ سطروں میں لکھی گئی ہے۔ پھر تحذیرالناس میں جو عبارت ہے، اس کا عربی ترجمہ جو بھی کرے گا، وہی ہوگا جو حسام الحرمین میں ہے۔ اور حسام الحرمین میں جو عربی عبارت ہے اس کا اردو ترجمہ جو بھی کرے گا وہ وہی ہوگا جو تحذیرالناس میں ہے۔ اس کے برخلاف المہند کی عربی عبارت کا جو اردو ترجمہ خود علمائے دیوبند نے مذکورہ بالا چودہ سطروں میں کیا ہے، اس میں تحذیرالناس کی متنازع عبارت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہو جاتا کہ عربی ترجمہ کرنے میں خیانت کر کے علمائے حرمین کو دھوکا حسام الحرمین میں نہیں دیا گیا ہے، بلکہ علمائے دیوبند نے خیانت کر کے اپنی متفقہ کتاب ''المہند'' میں علمائے حرمین کو دھوکا و فریب دیا ہے؟ کیوں کہ وہ حضرات اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ متنازع عبارتوں کا صحیح ترجمہ کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہی حکم جو حسام

الحرمین میں ہے کہ ایسا لکھنے والے مسلمان نہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس میں بھی آجائے گا۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ المہند میں تقریظ نگاروں کی اصل عبارتیں نقل نہیں کی گئی ہیں، تقریظوں کا خلاصہ اپنے الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ آخر ایسا کیوں کیا گیا؟ ع

کچھ تو ہے جس کا پردہ داری ہے

براہین قاطعہ کی متنازع اصل عبارت

''شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔

حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ

وھذا نصه الشنیع بلفظه الفظیع (ص۴۷) ان ھذہ السعة فی العلم ثبتت للشیطان و ملك الموت بالنص وای نص قطعی فی سعة علم رسول الله ﷺ حتی تردبه النصوص جمیعا و یثبت شرکا۔

اس عربی عبارت کا اردو ترجمہ: شیطان وملک الموت کے لئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

''المہند'' کی وہ عبارت جس کے تعلق سے کہا جاتا ہے کہ حسام الحرمین میں جو عربی ترجمہ کیا گیا تھا وہ صحیح نہیں تھا اس لئے علمائے حرمین کے سامنے (دیوبندیوں کی جانب سے) یہ صحیح ترجمہ پیش کیا گیا:

"لاتورث نقصا مافی اعلمیته علیه السلام بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم الشریفة اللائقة بمنصبه الاعلی کمالا یورث الاطلاع علی اکثر تلك الحوادث الحقیرة لشدة التفات ابلیس الیها شرفا و کمالا علمیا فیه لانه لیس علیها مفارالفضل و الکمال و من ھھنا لا یصح ان یقال ان ابلیس اعلم من سیدنا رسول الله ﷺ کمالایصح ان یقال لصبی علم بعض الجزئیات انه اعلم من عالم متبحر محقق فی العلوم والفنون الذی غابت عنه تلك الجزئیات ولقد تلونا علیك قصة الھدھد مع سلیمان علی نبینا و علیه السلام و قوله انی احطت بمالم تحط به و دواوین الحدیث و دفاتیر التفاسیر مشحونة بنظائرھا المتکاثرة المشھورة بین الانام و قد اتفق الحکماء علی ان افلاطون وجالینوس و امثالھما من اعلم الاطباء بکیفیات الدویة و احوالھا مع علمھم ان دیدان النجاسة اعرف باحوال النجاسة وکیفیاتھا فلم تضر عدم معرفة افلاطون و جالینوس ھذہ الاحوال الردیة فی اعلمیتھما ولم یرضی احدمن العقلاء و الحمقاء بان یقول ان الدیدان اعلم من افلاطون مع انھا اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة و مبتدعة دیارنا یثبتون للذات الشریفة النبویة علیھا الف الف تحیة

وسلام جميع علوم الاسافل الاراذل و الافاضل الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان افضل الخلق كافة فلا بدا ان يحتوى على علومهم جميعها كل جزئى و جزئى و كلى كلى و نحن انكرنا اثبات هذاالامر بهذالقياس الفاسد بغير نص من النصوص المعتدةبها الاترى ان كل مومن افضل و اشرف من ابليس فيلزم على هذا القياس ان يكون كل شخص من احاد الامة حاويا على علوم ابليس و يلزم على ذالك ان يكون سليمان على نبينا و عليه السلام عالما بما علمه الهدهد و ان يكون افلاطون و جالينوس عارفين بجميع معارف ديدان و اللزوم باطلة باثرها وهذا خلاصة ما قلناه فى البراهين القاطعة"۔

خود علمائے دیوبند نے اس کا جو اردو ترجمہ کیا ہے، وہ یہ ہے:

''کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی۔ آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کرسکتا جب کہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری خلق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہوسکتا کیوں کہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں۔ جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہوگئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم وفنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب تفسیر وحدیث اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز حکما کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت وحالات کا بہت زیادہ علم ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالت سے واقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقل مند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان نجاسات کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے۔ اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور کائنات ﷺ کے لئے تمام شریف وادنیٰ واعلیٰ واسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آں حضرت ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں، تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی، آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی وجزئی کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور فرمایئے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل وشرف حاصل ہے پس اس قیاس کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا۔ اور افلاطون وجالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے۔''

براہین قاطعہ کی اصل عبارت تین سطروں میں ہے، حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ تین سطروں سے کم ہی میں آ گیا ہے۔ مگر ''المہند'' میں ترجمہ کے نام پر جو عربی عبارت لکھی گئی ہے، وہ سترہ سطروں میں لکھی گئی ہے۔ پھر براہین قاطعہ میں جو اردو عبارت ہے، اس کا عربی ترجمہ جو بھی کرے گا، وہی ہوگا جو حسام الحرمین میں ہے۔ اور حسام الحرمین میں جو عربی عبارت ہے، اس کا اردو ترجمہ جو بھی کرے گا، وہ وہی ہوگا جو براہین قاطعہ میں ہے۔ اس کے برخلاف المہند کی عربی عبارت کا جو اردو ترجمہ خود علمائے دیوبند نے اکیس سطروں میں کیا ہے، اس میں براہین قاطعہ کی متنازع عبارت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

کیا اس سے ثابت نہیں ہو جاتا کہ عربی ترجمہ کرنے میں خیانت کر کے علمائے حرمین کو دھوکا حسام الحرمین میں نہیں دیا گیا ہے، بلکہ علمائے دیوبند نے خیانت کر کے اپنی متفقہ کتاب ''المہند'' میں علمائے حرمین کو دھوکا و فریب دیا ہے؟ کیوں کہ وہ حضرات اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ متنازع عبارتوں کا صحیح ترجمہ کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہی حکم جو حسام الحرمین میں ہے کہ ایسا لکھنے والے مسلمان نہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس میں بھی آ جائے گا۔

حفظ الایمان کی اصل متنازع عبارت:

''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات کیلئے بھی حاصل ہے۔ اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے''۔

حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ:

ان صح الحکم علی ذات النبی المقدسة بعلم المغیبات کما یقول به زید فالمسئول عنه انه ماذا اراد بهذا ؟ أبعض الغیوب ام کلها فان اراد البعض فای خصوصیة فیه لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم بالغیب حاصل لزید و عمر و بل لکل صبی و مجنون بل لجمیع الحیوانات و البهائم، وان اراد الکل بحیث لا یشذ منه فرد فبطلانه ثابت نقلا و عقلا۔

المہند میں اس کا عربی ترجمہ:

قال الشیخ: ثم لو صح هٰذا الاطلاق علی ذاته المقدسة ﷺ علی قول السائل فنستفسر منه ماذا اراد بهذا الغیب هل اراد کل واحد من افراد الغیب او بعضه ای بعض کان فان اراد بعض الغیوب فلا اختصاص له بحضرة الرسالة ﷺ فان علم بعض الغیوب وان کان قلیلا حاصل لزید و عمر ولکل صبی و مجنون بل لجمیع الحیوانات و البهائم لان کل واحدمنهم یعلم شئیا لایعلم الآخر و یخفی علیه فلو جوز السائل اطلاق عالم الغیب علی احد لعلمه بعض الغیوب یلزم علیه ان یجوز اطلاقه علی سائر المذکورات ولو التزم ذٰلک لم یبق من کمالات النبوة لانه یشرک فیه سائرهم ولولم

يلتزم طولب بالفارق ولن يجد فيه سبيلا. انتهى كلام الشيخ التهانوى.

خود علمائے دیوبند نے اس کا جو اردو ترجمہ کیا ہے، وہ یہ ہے:

''پھر یہ کہ حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب۔ کوئی کیوں نہ ہو۔ پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب ﷺ کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگر چہ تھوڑا سا ہو، زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو پھر اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیوں کہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔''

حفظ الایمان کی اصل عبارت ساڑھے تین سطروں میں ہے، تو حسام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ بھی ساڑھے تین ہی سطروں میں آ گیا ہے۔ مگر ''المہند'' میں ترجمہ کے نام پر جو عربی عبارت لکھی گئی ہے، وہ تقریباً نو سطروں میں لکھی گئی ہے۔

پھر حفظ الایمان میں جو عبارت ہے، اس کا عربی ترجمہ جو بھی کرے گا، وہی ہوگا جو حسام الحرمین میں ہے۔ اور حسام الحرمین میں جو عربی عبارت ہے، اس کا اردو ترجمہ جو بھی کرے گا، وہ وہی ہوگا جو حفظ الایمان میں ہے۔ اس کے برخلاف ''المہند'' کی عربی عبارت کا جو اردو ترجمہ خود علمائے دیوبند نے تقریباً آٹھ سطروں میں کیا ہے، اس میں حفظ الایمان کی متنازع عبارت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

کیا اس سے ثابت نہیں ہو جاتا کہ عربی ترجمہ کرنے میں خیانت کر کے علمائے حرمین کو دھوکا حسام الحرمین میں نہیں دیا گیا ہے، بلکہ علمائے دیوبند نے خیانت کر کے اپنی متفقہ کتاب ''المہند'' میں علمائے حرمین کو دھوکا و فریب دیا ہے۔ کیوں کہ وہ حضرات اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ متنازع عبارتوں کا صحیح ترجمہ کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہی حکم جو حسام الحرمین میں ہے کہ ایسا لکھنے والے مسلمان نہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اس میں بھی آ جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دار العلوم ''دیوبند'' کے سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی کی کتاب

براہین قاطعہ۔ ایک تجزیاتی مطالعہ

حفیظ اللہ، شریف حسین اور الٰہی بخش نامی تین غیر مقلد علما نے غالباً پہلی بار عرس و فاتحہ اور میلاد شریف کے خلاف ایک فتویٰ لکھا تھا، جو مولانا رشید احمد گنگوہی وغیرہ دیوبندی علما کی تصدیقات کے ساتھ چار ورق پر مشتمل بعنوان ''فتوی مولود و عرس وغیرہ'' ۱۳۰۲ھ میں ''مطبع ہاشمی'' میرٹھ سے شائع ہوا تھا۔ پھر اسی مطبع سے چوبیس صفحات پر مشتمل فتاویٰ کا ایک مجموعہ بنام ''فتویٰ میلاد شریف یعنی مولود مع دیگر فتاویٰ'' بھی شائع ہوا تھا جس میں یہ پہلا فتوی بھی شامل تھا۔

یہ فتوے اس استفتا کے جواب میں دیئے گئے تھے، جس میں پوچھا گیا تھا کہ ''فاتحہ دینا، عرس منانا اور میلاد کی مجلس منعقد کرنا

نیز اس میں ایسے اشعار پڑھنا جن میں رسول اللہ ﷺ مخاطب، حاضر ہوں، کیسا ہے؟''

جواب میں بدعت و ناجائز کہنے ہی پر بس نہیں کیا گیا تھا، بلکہ یہ بھی لکھا گیا تھا کہ:

''خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر و ناظر جان کر کرے کفر ہے، حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں شرک ہے، ہر جگہ موجود خدائے تعالیٰ ہے اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی''۔

اس علاقہ میں چوں کہ زیادہ تر مسلمان شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے مرید تھے، جو بارہا ماتھے کی آنکھوں سے اپنے پیر حضرت شیخ المشائخ کو بھی میلاد کی محفل میں شریک ہوتے اور ذوق وشوق کے ساتھ کھڑے ہوکر مخاطب وحاضر کے صیغہ سے''**یا نبی سلام علیک**'' پڑھتے دیکھ چکے تھے۔اس لئے ان مریدین کو بڑی تکلیف ہوئی اور انہوں نے حضرت شیخ المشائخ کے نامور خلیفہ حضرت مولانا''عبد السمیع بیدلؔ'' سے رجوع ہوکر اس کے رد کے لئے اصرار کیا۔تو آپ نے اس کے رد میں ''انوار ساطعہ'' کے نام سے ایک مبسوط کتاب لکھی۔جس میں پہلے تو فتوے میں مذکور سوال اور اس کے جواب میں مطابقت نہ ہونے پر مفتی کی گرفت کی اور فرمایا:

''یہ سوال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اشعار میں حاضر مخاطب ہوں۔یہ سوال نہیں کہ مجلس میں حاضر ہونے کا اعتقاد ہو۔اور ظاہر ہے کہ اشعار میں مخاطب حاضر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ شعر ایسے پڑھیں جس میں ضمیریں مخاطب حاضر کی ہوں۔۔۔۔لیکن مفتی صاحب نے سوال دیگر جواب دیگر جو، چاہا کہنا شروع کر دیا۔''

(انوار ساطعہ مع براہین قاطعہ صفحہ ۴۹ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند)

پھر جواب اور اس کی دلیل کی طرف رخ کیا۔جواب میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ

''حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں شرک ہے''۔

اور اس پر دلیل دی گئی تھی کہ

''ہر جگہ موجود خدائے تعالیٰ ہے۔اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی''۔

یعنی''ہر جگہ موجود ہونا اللہ کی صفت خاصہ ہے''جو دراصل دلیل کا پہلا مقدمہ یعنی منطق کی اصطلاح میں صغریٰ ہے۔رہا دوسرا مقدمہ یعنی کبریٰ! تو وہ بدیہی ہے کہ''اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ کسی دوسرے کے لئے ماننا شرک ہے۔

تو مولانا عبد السمیع نے پہلا مقدمہ صغریٰ یعنی''ہر جگہ موجود ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے''پر فن مناظرہ کی زبان میں ''نقض اجمالی'' جسے علم اصول کی اصطلاح میں'' مناقضہ'' کہا جاتا ہے، ''شاہد'' کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''خصوصیت کے یہ معنیٰ ہیں **یوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ** (یعنی جو اس کے اندر تو پائی جائے مگر اس کے علاوہ کسی اور میں نہ پائی جائے۔) اور روئے زمین پر کل جگہ موجود ہو جانا تو کچھ خاص مخصوص خدا کے ساتھ نہیں۔تفسیر معالم التنزیل، اور''رسالۂ برزخ''۔جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے کہ'' ملک الموت، قابض ہے جمیع ارواح جن وانس و بہائم و جمیع مخلوقات کا، اور

اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے دنیا کو اس کے آگے مثل چھوٹے خوان کے اور ایک روایت میں آیا ہے مثل طشت کے۔۔۔۔۔اب خیال کرو کہ ایک آن میں مشرق سے مغرب تک کس قدر چیونٹی، مچھر، کیڑے مکوڑے، چرند، پرند، درند اور آدمی مرتے ہیں اور ملک الموت ہر جگہ موجود (ہو جاتا) ہے''۔

(انوا ساطعہ مع براہین قاطعہ ص ۵۰)

پھر اس کی کئی حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھا:

''ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے۔ بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک مقرب فرشتہ ہے، دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔۔۔۔۔علامہ شامی نے اس (یعنی درمختار) کی شرح میں لکھا ہے: **و اقدره على ذالک کما اقدر ملک الموت على نظير ذلک.** یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا''

(ایضاً ص ۵۱)

''اب عالم اجسام محسوسہ میں اس کی مثال سنئے! کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی سیر کرے، جہاں جاوے گا چاند کو موجود پاوے گا اور سورج کو بھی پاوے گا۔ پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود۔ تمہارے قاعدے سے چاہئے وہ کافر ہو جاوے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا۔ حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ موجود ہو کر وہ چوتھے آسمان پر ہے، روح نبی ﷺ جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے، اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمین پر یا زمین کے چند موضع و مقامات پر پڑ جائے اور ترشح انوار فیضان محمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف مثل شعاع شمس محیط ہو جائے کیا محال ہے؟۔۔۔۔۔۔علامہ زرقانی نے ابو الطیب کا شعر شرح مواہب لدنیہ کی ''فصل زیارت قبر شریف'' میں نقل کیا ہے: **کالشمس فی وسط السماء** الخ یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے مشرق سے مغرب تک، اور جس طرح چاند، جہاں سے تو اس کو دیکھے، اسی جگہ سے نور تیری آنکھوں میں بخشے گا''

(ایضاص ۵۲)

پھر زرقانی کے حوالہ سے تذکرہ قرطبی، امام شعرانی کی میزان الشریعہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی کے حوالے سے ان کی عبارتیں اور ترجمے نقل کرنے کے بعد لکھا:

''اب فکر کرنا چاہئے جب چاند، سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے، اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہاں ہوئی؟''

(ایضاص ۵۲)

یعنی ہر جگہ حاضر ہونا خدا کی صفت خاصہ ہوتی، تو خدا کے علاوہ کسی اور میں یہ صفت نہیں پائی جاتی، جب کہ یہ صفت چاند، سورج، ملک الموت، یہاں تک کہ شیطان میں بھی پائی جاتی ہے۔ تو مولانا رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے گنگوہی صاحب کے حکم پر ''انوار ساطعہ'' کے رد میں ''براہین قاطعہ'' لکھی۔

مولانا عبدالسمیع صاحب نے جو نقض اجمالی پیش کیا تھا، تو ارباب براہین قاطعہ پر لازم تھا کہ اس نقض پر منع یا نقض یا معارضہ

پیش کرتے۔جیسا کہ ’’مناظرہ رشیدیہ‘‘میں ہے:

’’ فیجاب فی صورتی النقض و المعارضة لمنع اذا کان قابلا له، او النقض ان کان صالحاله، او المعارضة ان کان قابلا لها، الخ.‘‘

مگر یہ نہ کرکے انہوں نے لکھا:

’’اقول: عقیدہ اہل سنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت حق تعالیٰ کی بندہ میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز کسی میں ممکن نہیں۔سمع و بصر و علم و تصرف حق تعالیٰ کا حقیقی ہے اور مخلوق کا مجازی۔ لیس کمثله شئی الآیة پھر جس کو جس قدر کوئی علم و قدرت وغیرہ عطا فرمادیا ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔شیطان کو جس قدر وسعت اور ملک الموت کو اور آفتاب و ماہتاب کو جس قدر وضع پر بنایا ہے اس سے زیادہ کی ان کو کچھ قدرت نہیں اور زیادہ کوئی ان سے کام نہیں نکلتا۔‘‘

(ایضاص۵۰)

’’آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت وسعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی، اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔اب اس پر کسی افضل کو قیاس کرکے اس میں مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔‘‘

(ایضاص۵۱)

سوال یہ ہے کہ کس طرح معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کس کو کتنا دیا ہے؟ اور کسی طرح معلوم بھی ہوجائے تو اللہ کے دیئے سے زیادہ ماننا، واقع کے خلاف ہوگا نہ کہ شرک ہوجائے گا؟ مثلاً چیونٹی کو اللہ تعالیٰ نے عام طور پر دس گرام وزن کھینچنے کی بھی طاقت نہیں دی ہے،اب اگر کوئی کہے کہ وہ پچاس گرام وزن کھینچ لیتی ہے۔تو یہ واقع کے خلاف ہوگا نہ کہ شرک ہوجائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے انسانی قد عام طور سے چھ سات فٹ کا بنایا ہے۔اب اگر کوئی کہے کہ انسان عام طور سے بیس فٹ کے ہوتے ہیں تو یہ واقع کے خلاف ہوگا نہ کہ شرک ہوجائیگا؟ یوں ہی اگر اللہ تعالیٰ نے زید کو کروڑ پتی بنایا ہے اور کوئی اسے ارب پتی کہے،تو یہ واقع کے خلاف ہوگا نہ کہ شرک ہوجائے گا؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کسی کو ایک کوئنٹل بوجھ اٹھانے کی طاقت دی ہے۔اب اگر کوئی کہے کہ وہ تو دو کوئنٹل بوجھ اٹھالیتا ہے تو یہ واقع کے خلاف ہوگا نہ کہ شرک ہوجائیگا؟ کیوں کہ شرک تو خدا کے علاوہ دوسرے میں خدا کی صفت خاصہ ماننے کا نام ہے۔

پھر یہ کہ خدا نے جس کو جو دے دیا ہے، اس سے زیادہ دینے پر اسے قدرت ہے یا نہیں؟ قدرت نہ ہو تو عاجز ہوجائے گا،اور خدا عاجز نہیں کہ وہ ’’علی کل شئی قدیر‘‘ ہے۔اور دینے پر قدرت ہے تو دینا ممکن ہوا،اور خدا کے لئے اپنا شریک بنانا ممکن نہیں۔

پھر صاحب براہین نے لکھا:

’’۔۔۔۔۔۔الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے‘‘۔

(ایضاص۵۱)

اقول (مفتی مطیع الرحمٰن): مولانا عبدالسمیع نے حضور ﷺ کے لئے محیط زمین کے علم کی بات تو کیا۔ کچھ بھی قیاس سے ثابت نہیں کیا ہے۔انہوں نے تو بحیثیت سائل، نقض پیش کرتے ہوئے اس نقض پر شاہد پیش کیا ہے۔ بھلا آج تک کسی پڑھے لکھے آدمی نے

شاہد کو قیاس سمجھا ہے؟

صاحب براہین نے مزید لکھا ہے:

''شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (محیط ارض کا علم) نص سے ثابت ہے۔ فخر عالم کی وسعت (محیط ارض کے) علم کی کونسی نص قطعی ہے؟ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (ص ۵۵)

اقول (مفتی مطیع الرحمٰن صاحب): اس عبارت میں شیطان کے لئے علم ہی کو نہیں، بلکہ علم کی وسعت کو بھی نص سے ثابت مانا گیا، اور فخر عالم ﷺ کے لئے علم کی اسی وسعت کا انکار کیا گیا، تو متعین ہو گیا کہ اس عبارت میں حضور ﷺ کے لئے علم کم، اور شیطان کے لئے زیادہ مانا گیا۔

نیز حضور ﷺ کے لئے محیط ارض کے علم کی وسعت ماننے کو شرک کہا گیا، اور شیطان کے لئے محیط ارض کے علم کی وسعت کو مانا گیا۔ تو بلا شبہ شیطان کو خدا کا شریک مان لیا گیا۔ کیوں کہ جس بات کو کسی مخلوق کے لئے ماننا شرک ہے، وہ بات جس مخلوق کے لئے بھی مانی جائے، شرک ہی رہے گی اس لئے کہ شرک کہتے ہیں خدا کی صفت خاصہ میں دوسرے کے شریک کرنے کو، خواہ وہ دوسرا، کوئی بھی ہو۔

الغرض جب صاحب ''براہین قاطعہ'' نے حضور ﷺ کے لئے محیط ارض کے علم کی وسعت ماننے کو شرک کہا اور شیطان کے لئے محیط ارض کے علم کی وسعت کو مانا، تو انہوں نے شیطان کے لیے خدا کی صفت خاصہ کو مان لیا، لہٰذا ان کے نزدیک شیطان خدا کا شریک ہو گیا کہ شرک کہتے ہیں: ''خدا کی صفات خاصہ میں دوسرے کے شریک کرنے کو'' خواہ دوسرا کوئی بھی ہو۔

شبہ اور اس کا ازالہ

شبہ (۱):

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ ہوسکتا ہے شیطان کے لئے محیط ارض کے علم کی وسعت عطائی طور پر مانی گئی ہو، اور حضور ﷺ کے لئے ذاتی طور سے ماننے کو شرک کہا گیا ہو، کیونکہ خود براہین قاطعہ ہی کے صفحہ ۲۵، ۲۶ میں ہے:

''یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ رکھے جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں۔ اور بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے۔ اب ظاہر ہو گیا کہ کوئی محدث وفقیہ وصوفی متقی مشرک نہیں، مگر جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہوگا، البتہ وہ مشرک ہے۔''

ازالہ شبہ (۱):

شبہ نہ کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ شرعی طور پر صفت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صفت ذاتی، یعنی اصلی حقیقی

(۲) صفت عطائی، یعنی ظلی مجازی

صفت ذاتی: وہ صفت ہے جس کا وجود موصوف کی ذات کے اقتضا سے ہو، کسی کی عطا سے نہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کے صفات، کہ جس طرح اس کی ذات کسی کی عطا سے نہیں، اسی طرح اس کے صفات بھی کسی

کی عطا سے نہیں۔ صفت ذاتی سے مخلوق کا متصف ہونا عقلا وشرعا محال ہے۔ لہٰذا جو غیر خدا کے لئے صفت ذاتی کا قائل ہو، وہ مشرک ہے، مسلمان نہیں۔

صفت عطائی: وہ صفت ہے جس کا وجود موصوف کی ذات کے اقتضاء سے نہ ہو، بلکہ دوسرے کی عطا سے ہو، جیسے بندوں کے صفات، کیونکہ جب بندوں کا وجود ہی خدا کی عطا کے بغیر نہیں ہے، تو ان کے صفات کیسے خدا کی عطا کے بغیر ہو جائیں گے؟ صفت عطائی سے خدائے پاک کا متصف ہونا عقلا وشرعا ہر طرح محال ہے۔ کون ہے جو خدا کو کچھ محال کرے؟ لہٰذا جو خدا کے لئے صفت عطائی کا قائل ہو، وہ بھی کافر ہے، مسلمان نہیں۔

صفت کی یہ تقسیم علمائے دیوبند کو بھی تسلیم ہے۔ صاحب براہین لکھتے ہیں:

''سمع وبصر وعلم وتصرف حق تعالیٰ کا حقیقی ہے اور مخلوق کا مجازی۔ لیس کمثله شئی''

(براہین قاطعہ ۵۰)

مولانا اشرف علی تھانوی تتمہ فتاوی امدادیہ جلد ۴ صفحہ ۲۴۳ پر لکھتے ہیں:

''غیب کے دو معنی ہیں حقیقی اور اضافی۔ حقیقی وہ ہے جس کے علم کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ یہ خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ، اور عبد کے لئے اس کا حصول محال شرعی وعقلی ہے الخ۔''

پھر صفت عطائی کی دو قسمیں ہیں:

(الف) صفت بلاواسطہ، جیسے لکھتے وقت لکھنے والے کی انگلیوں کی حرکت۔

(ب) صفت بالواسطہ، جیسے لکھتے وقت قلم کی حرکت۔

صفت عطائی بلا واسطہ کو عرف میں صفت ذاتی اور صفت بالذات بھی کہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں: فلاں صاحب میں خاندانی وجاہت کے علاوہ ذاتی خوبیاں بھی بہت ہیں۔ یا فلاں صاحب میں جو کچھ ہے، وہ خاندانی وجاہت ہی ہے، ذاتی خوبی کچھ نہیں۔

اسی معنی کے اعتبار سے دار العلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں حضور ﷺ کو نبی بالذات اور خاتم بالذات کہا ہے۔ یہ صفت ذاتی، اس صفتِ عطائی کی بالمقابل نہیں جو خدا کی عطا کردہ ہے، بلکہ اسی کی ایک قسم ہے۔

دیوبندی حضرات حضور ﷺ کے لئے صفت عطائی کی پہلی قسم یعنی بلا واسطہ جس کو ذاتی اور بالذات بھی کہتے ہیں تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ پاکستان کے دیوبندی عالم مولانا سرفراز صاحب اپنی کتاب تنقید متین صفحہ ۱۹۳ پر لکھتے ہیں:

''یہ دعوی بے بنیاد ہے کہ حضور ﷺ کو ذاتی طور پر نہیں عطائی طور پر علم غیب حاصل تھا''۔

اور نہ صرف یہ کہ تسلیم نہیں کرتے، بلکہ تسلیم کرنے کو شرک بھی کہتے ہیں۔ سرفراز صاحب ہی نے ''دل کا سرور'' کی پشت پر اپنی ایک کتاب کے اشتہار میں لکھا ہے:

''آنحضرت ﷺ کے لئے ذاتی اور عطائی ہر طرح علم غیب ماننا شرک ہے۔''

(بحوالۂ توضیح البیان لخزائن العرفان ص ۳۷)

شاہ اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' مطبوعہ مجتبائی دہلی کے ص ۷/ پر لکھا ہے:

''پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''۔

براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا اس عبارت۔

''یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ رکھے جیسے جہلا کا یہ عقیدہ ہے''

___میں لفظ___ ''ذاتی''___ سے یہی، یعنی عطائی کی پہلی قسم جو بلا واسطہ اور ذاتی بھی کہلاتی ہے، مراد ہے، کیونکہ صفحہ ۴۹/ پر لکھا ہے:

''تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عطا کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ بھی زیادہ کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔''

دیکھئے! یہاں گفتگو ''دینے'' اور ''عطا کرنے'' ہی میں ہے۔ص ۵۶/ میں لکھا ہے:

''۔۔۔۔۔۔پس اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہو جائے کہ زیادہ''

یہاں ارباب براہین قاطعہ یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ

''افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ذاتی ہو''۔

بلکہ زیادہ اور برابر ہونے کی نفی کر رہے ہیں۔تو کیا علم ذاتی زیادہ یا برابر ہو، جب ہی شرک ہوگا؟ کم ہو تو شرک نہیں ہوگا؟

پھر ص ۵۶/ ہی میں لکھا ہے:

''۔۔۔۔۔۔۔جو حکایات اولیاء اللہ کی مولف نے لکھی ہیں تو اول تو یہ حکایات حجت شرعیہ مثبت حکم کی نہیں''۔

یہاں یہ نہیں لکھا کہ

''یہ حکایات علم عطائی سے متعلق ہیں، علم ذاتی سے نہیں''۔

تو کیا حکایات علم ذاتی کے ثبوت کے لئے ہی حجت شرعیہ نہیں، علم عطائی کے ثبوت کے لئے حجت شرعیہ ہیں؟

اسی صفحہ پر لکھا ہے:

''۔۔اور بعد تسلیم کے جواب یہ ہے کہ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا۔اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دیئے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کیا جاوے۔''

یہاں صاف لکھا ہے کہ ''عطا فرما دے، ممکن ہے'' مگر عطا کر دینے کا ثبوت نہیں ہے۔کیا علم ذاتی کا عطا کیا جانا ممکن ہے؟

پھر اسی صفحہ میں لکھا ہے:

''اس امر کا محض امکان سے تو کام نہیں چلتا، بالفعل ہونا چاہئے اور ثبوت ہو جانا نص سے واجب ہے''۔

کیا مخلوق کے لئے علم ذاتی بھی نص سے ثابت ہو سکتا ہے؟

اور کیا محیط ارض کے علم کی وسعت ذاتی طور پر مانی جائے جبھی شرک ہوگا؟

یا ایک ذرہ کا بھی علم ماننے سے آدمی مشرک ہو جائے گا؟

پھر بالفرض لفظ ذاتی سے یہاں صاحب براہین کی مراد عطائی کی قسم اول نہیں، خدا کی عطا کے۔۔؟ ہی ہو، تو جب انہوں نے پہلے شیطان کے لئے محیط ارض کے عطائی علم کی وسعت تسلیم کر کے حضور ﷺ کے لئے متعین طور پر اسی عطائی علم کی وسعت ماننے کو شرک کہہ دیا، تو بعد میں ان کا یہ کہنا کہ ہم نے حضور ﷺ کے علم سے متعلق ذاتی علم ماننے کو شرک کہا ہے، قابل قبول ہو سکتا ہے؟

کوئی خدا کے وجود کا انکار کر دے اور بعد میں کہہ دے کہ میں نے حقیقی وجود کا نہیں، ظلی وجود کا انکار کیا ہے، تو کیا تسلیم کر لیا جائے گا؟

(باقی آئندہ)

علامہ عبدالعلیم میرٹھی اور موریشس میں قادیانیت کا تعاقب

از۔ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری (گولڈ میڈلسٹ)

ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ قرآن کریم آخری رحمانی کتاب ہے جو آپ پر نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد نبوت کا باب ہمیشہ کے لے بند فرمادیا ہے۔ اسود عنسی نے ''صنعا'' یمن میں جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت فیروز دیلمی نے اسے قتل کر کے اس فتنے کا خاتمہ فرمایا۔

تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال باکمال سے ایک رات قبل ہی اپنی امت کو یوں آگاہ فرمادیا تھا: ''آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے اسے مارا ہے اس کا نام ''فیروز ہے''

خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب یمامہ سے مسیلمۂ کذاب نے ''نبوت'' کا دعویٰ کیا تو آپ نے اس خبیث کے خلاف جہاد کا علم بلند فرمایا، اس کے خلاف یمامہ میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ تقریباً بارہ سو صحابہ کرام نے جامِ شہادت نوش فرمایا لیکن مسیلمۂ کذات کو کیفر دار تک پہنچایا۔ حالانکہ مسیلمۂ کذاب نبوت محمدی کا اقرار کرتا تھا، اذان میں ''اشھد ان محمدا رسول اللہ'' پڑھتا تھا لیکن قرآن کریم کی من مانی تفسیر اور الہام کا دعویٰ کرتا تھا اور ''نبوت محمدی'' میں شریک بننے کا دعویٰ کرتا تھا۔

کسی ایک صحابی نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے بھی ''آزادیٔ اظہار'' کا حق حاصل ہے اسے بھونکنے دو۔ اسے چھوڑ دو۔ ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاتمیت سے ذرا سا انحراف دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ یہ صحابہ کرام کے ایمان کا معاملہ تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور تحفظ ختم نبوت پر اپنی جان حاضر کردی۔

منکرین ختم نبوت ہر دور میں نئے نئے روپ اور داؤں کے ساتھ آتے رہے لیکن محافظین ختم نبوت نے ان کے تعاقب میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

برصغیر میں ۱۸۹۰ء میں مرزا غلام احمد قادیان (گورداس پور) سے جب مسیلمہ کذاب بن کر سامنے آیا تو سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے غلاموں نے ہر محاذ پر اس ملعون کا تعاقب کیا اور امت کو اس کے دام فریب میں آنے سے روکا۔ ان اکابر علماء و صوفیا میں خلفائے راشدین کی اولاد امجاد پیش پیش رہی۔ سر دست پیش نظر مقالہ میں صدیقی خانوادے کے ایک فردِ فرید، مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (م ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) کی ان خدمات کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے جو آپ نے قادیانیت کے تعاقب میں سرانجام دی ہیں۔ قادیانیت کا تعاقب فرما کر آپ اپنے اجداد کے صحیح ترجمان ثابت ہوئے ہیں۔

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے خلفاء میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔آپ نے ایک عالم دین، سیاستدان، مصنف، شاعراور مبلغ کی حیثیت سے فتنۂ قادیانیت کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔شدھی تحریک پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت میں آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔آپ نے چالیس سال تک دنیا بھر میں اسلام کا پرچم بلند کئے رکھا۔عیسائیت، یہودیت اورمرزائیت کے خلاف آپ نے بھرپور کام کیا۔افریقی ممالک کی مختلف ریاستوں میں آپ نے ایک انقلاب بپا فرمادیا تھا۔

آپ کی صورت نورانی، نگاہ میں تاثیراور زبان میں ایسی مٹھاس تھی کہ جس نے بھی دیکھا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ دلوں کی دنیا تبدیل ہوتی گئی، لوگ آپ کے گرویدہ ہوتے گئے۔اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتے گئے، صدہا قادیانی تائب ہوکر اسلام میں داخل ہوئے۔ان خدمات کا صلہ آپ کو یوں ملا کہ آج جنت البقیع میں محو استراحت ہیں۔الحمدللہ۔ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

طلوع آفتاب: عالمی مبلغ اسلام، سفیر اسلام، حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی (م ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) میرٹھ (یوپی) کے معروف صدیقی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔آپ کے والدگرامی علامہ عبدالحکیم صدیقی جوش میرٹھی (م ۱۸۹۸ء) ہیں جو اپنے علم وفضل اور تقوی و پرہیزگاری کے باعث معروف تھے۔

تعلیم وتربیت: آپ نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ پانچ سال کی عمر مین ناظرہ قرآن کریم پڑھنے کے بعد اردو، فارسی، عربی، اور دینیات کی تعلیم حاصل کی۔ چودہ سال کی عمر تک والد بزرگوار کا سایہ عاطفت رہا۔سولہ سال کی عمر میں دینی علوم سے فراغت حاصل کرلی۔جدید تعلیم کے لئے میرٹھ کالج میں پڑھتے رہے۔اسی دوران مجدد مائۃ ماضیہ اعلیٰ حضرت، الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی سے تعلق پیدا کرلیا۔

اجازت وخلافت: آپ کو اپنے بھائی مولانا شاہ احمد مختار صدیقی (م ۱۹۳۸ء) سے خلافت واجازت حاصل تھی، اعلیٰ حضرت نے بھی آپ کو خلافت واجازت سے نوازا اور ''علیم الرضا'' کے لقب سے مشرف فرمایا نیز ''ذکر احباب'' میں آپ کے بارے میں فرمایا ؎

عبدِ علیم کے علم کو سن کر
جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں

قلمی جہاد: سفیر اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی آسمان علم وادب پر آفتاب بن کر چمکے، آپ نے ایک پرجوش مقرر، خوش بیان واعظ، بلند پایہ ادیب کے طور پر علمی دنیا میں تہلکہ مچادیا تھا۔آپ کی اردو تصانیف میں ''ذکر حبیب''، ''بہار شباب''، ''کتاب تصوف''، ''اسلامی اصول''، ''اسلام میں عورت کے حقوق''، ''انسانی مسائل کا حل''، ''احکام رمضان''، ''اشتراکیت کیا ہے؟'' اور ''مرزائیت حقیقت کا اظہار''، کو شہرت عام حاصل ہے۔

قائدانہ کردار: آپ نے مختلف تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا فرمایا، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں آپ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۵ء تک یورپ، افریقہ اور امریکہ کے متعدد ممالک اور

ریاستوں میں جاکر اسلام کی روشنی پھیلاتے رہے۔ آپ جہاں گئے وہاں مساجد، مکاتب، کتب خانے، یتیم خانے، تبلیغی مراکز اور رسائل جاری فرماتے گئے۔ آپ نے اپنی زندگی میں مختلف ملکوں کے تقریباً ۴۵ ر ہزار افراد کو مشرف بہ اسلام کیا تھا۔

زیارت حرمین شریفین اور خاتمہ بالخیر: آپ کو ۳۵ ر مرتبہ زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدینہ شریف کی حاضری کے بغیر آپ کو آرام نہیں آتا تھا۔ ہر سفر میں گھوم کر دیار حبیب پہنچ جاتے تھے۔ ایک محفل میں آپ نے ایک نعت شریف پڑھی جس کا ایک مصرعہ یہ تھا: ع

مدینہ کی زمیں میں دفن ہوں یہ ہڈیاں میری

اس مصرعہ کو بارگاہ رسالت مآب میں شرف قبولیت حاصل ہوا اور آپ ہمیشہ کے لئے مدینہ شریف ہی کے ہوکر رہ گئے۔ آخری لمحات کے قریب تحدیث نعمت کے طور پر آپ کے قلم فیض اثر سے یہ کلمات نکلے:

''الحمد للہ! میں مسلک اہل سنت پر زندہ رہا اور مسلک اہلسنت وہی ہے جو اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم ہے اور الحمد للہ! اسی پر میری عمر گزری اور الحمد للہ! آخر وقت اسی مسلک پر حضور پرنور ﷺ کے قدم مبارک میں خاتمہ بالخیر ہو رہا ہے۔''

آپ علیل ہوئے تو فرمایا:

''میری چارپائی باب السلام مسجد نبوی پر لے جاؤ''

جب چارپائی باب السلام پر لائی گئی تو آپ نظر اٹھا اٹھا کر روضۂ رسول مقبول کی طرف دیکھتے تھے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اسی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ آپ کی خوش بختی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ آپ جنت البقیع میں حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے قدموں کے قریب ابدی نیند سو رہے ہیں۔

موریشس میں سفیر اسلام کا اعلان حق: حضرت سفیر اسلام اپنی کتاب ''مرزائی حقیقت کا اظہار'' کے آغاز میں فرماتے ہیں:

''میں نے موریشس میں آتے ہی یہ اعلان کردیا تھا کہ جو شخص جس دینی مسئلہ کو سمجھنا چاہے میرے پاس جامع مسجد پورٹ لوئس میں دس بجے سے چار بجے سہ پہر تک کسی وقت آئے اور سمجھ جائے۔ چنانچہ بمنہ تعالیٰ اس عرصہ میں روزانہ آنے والوں اور مسائل سمجھنے والوں کا اس قدر ہجوم رہا کہ مجھ کو خواب وخور (کھانے اور سونے) کی فرصت بدقت ملتی تھی۔ اسی سلسلے میں بہت سے مرزائی بھی آئے اور الحمد للہ! کہ جو آئے میرے پاس سے نہ صرف لاجواب ہوکر بلکہ اطمینان پاکر ہی گئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ وہ الحمد للہ! تائب ہوکر جماعت مسلمین میں شامل ہوگئے۔''(۱)

فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں: مبلغ اسلام علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی نے اسلام کے خلاف اٹھنے والے جن فتنوں کا تعاقب کیا ان میں فتنہ قادیانیت نمایاں طور پر شامل ہے۔ آپ نے اس فتنہ کے خلاف نہایت سرگرمی دکھائی، یہاں تک کہ قادیانیت نے منہ کی کھائی۔ اس پر آپ کے تبلیغی اسفار شاہد و ناطق ہیں۔ ''ملایا'' اور ''موریشس'' میں قادیانیت کے خلاف آپ کی کاوشوں سے مرزا ارشاد احمد علیمی نے یوں پردہ اٹھایا ہے:

''۱۹۲۷ء میں حضرت مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی نے

’’ملایا‘‘ میں اسلام پر قادیانی حملے کے اثر کو ضائع کیا و عربی، اردو، انگریزی تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا جس نے مسلمانوں کی مذہبی زندگی کو حیات نوبخشی۔ بہت سے یورپی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ’’بینکاک‘‘ میں بڑے وسیع پیمانے پر تقاریر کا سلسلہ شروع فرمایا۔ فرانسیسی گورنر ’’مروات‘‘ نے ’’اینون‘‘ میں آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرلیا۔ پورٹ لوئس موریشس کے مسلمان میئر سیٹھ عبدالرزاق صاحب کی خصوصی دعوت پر آپ دسمبر ۱۹۲۸ء میں موریشس کے تبلیغی دورے پر تشریف لائے۔ جناب عبد الرزاق صاحب ’’کولمبو‘‘ میں آپ کے تبلیغی کاموں سے اتنے متاثر ہوئے کہ حضرت مبلغ اسلام کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ موریشس کے مسلمانوں کو بھی فیض یاب ہونے کا موقع عطا فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے ان کی درخواست قبول کرلی، جب آپ موریشس پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے مسلمان مرزائیوں کے پنجے میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے جلسوں میں برسرعام مرزا غلام قادیانی کے جھوٹے دعویٰ مجددیت، مسیح موعود، اور نبوت کا رد کیا۔ مرزائیوں کے عقائد کا رد کیا۔ مرزائیت کے خلاف آپ کے اس لسانی جہاد کا جہاں یہ اثر ہوا کہ بے شمار قادیانیوں نے قادیانیت ترک کردی اور اسلام قبول کیا وہیں موریشس میں پہلی بار مرزائیت کو حق کے مقابلے میں شکست و ناکامی سے دوچار ہونا پڑا اور اس کے بعد اس ملک میں اس جماعت کی ترقی کے امکانات ختم ہوگئے۔ آپ نے پیر محمودی بنگلہ میں ’’توحید خداوندی‘‘ کے موضوع پر جو تقریر کی وہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں نے بھی سنی۔ ان غیر مسلم صاحبان میں ’’مسٹر الفرڈ گیلی‘‘ اور ’’روزہل‘‘ جیسے امراء بھی شامل تھے۔

حضرت مبلغ اسلام علامہ صدیقی نے موریشس میں ’’حزب اللہ‘‘ کی بنیاد ڈالی، آپ کی تبلیغ سے بہت سے عیسائی اور ہندو لوگ مسلمان ہوئے۔ ’’سیلون‘‘ میں آپ نے ’’سیلون مسلم مشنری سوسائٹی‘‘ کی بنیاد ڈالی‘‘۔(۲)

مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی نے موریشس میں جہاں مرزائیوں نے اپنا تبلیغی مرکز قائم کرلیا تھا ان کا تعاقب کیا۔ پہلے دورے میں آپ نے مرزائیت کو پوری طرح بے نقاب کیا، ان کے خطرناک اور باطل عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا جس کے نتیجے میں مرزائی اپنی تبلیغی کوششوں میں ناکام ہوگئے۔ تاہم ایک مختصر سا گروہ قادیانیوں کا موریشس میں پروفیسر زین العابدین کے تحت محدود پیمانے پر کام کررہا تھا۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی کے اس دورے میں پروفیسر صاحب نے آپ سے کئی مباحثے کئے جس کے نتیجے میں پروفیسر زین العابدین نے اپنے ہمرائیوں کے ساتھ مرزائیت سے توبہ کی اور حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور حضرت مبلغ اسلام مولانا صدیقی کے مرید بن گئے۔ اس طرح موریشس میں مرازئیوں کا زور بالکل ختم ہوگیا۔‘‘(۳)

تہنیت نامہ

تبلیغی دورہ کے بعد جب مبلغ اسلام علامہ صدیقی واپس ہندوستان تشریف لائے تو مسلمانانِ ممبئی نے آپ کی تبلیغی خدمات کے اعتراف میں ایک ’’تہنیت نامہ‘‘ پیش کیا جس کی تفصیل ہفت روزہ ’’الفقیہ‘‘ امرتسر شمارہ ۲۸؍ستمبر ۱۹۲۹ء کے صفحہ ۴ پر شائع ہوکر سامنے آئی۔ موضوع کی مناسبت سے تہنیت نامہ کے چند اقتباسات

پیش خدمت ہیں:

☆ مختلف اخبارات میں یہ دیکھ کر فرحت ہوئی کہ آپ نے سیلون، جاوا، ملایا، موریشس اور ایسٹ افریقہ کے دوسرے جزائر میں تبلیغ اسلام کی وہ خدمات انجام دیں جنہوں نے پرانے پرانے تثلیث پرستوں کو حلقہ بگوش توحید بنا دیا۔

☆ موریشس اور ''جاوا'' میں قادیانیت کی بیخ کنی کر کے درجنوں گوویدگان ضلالت قادیان سے توبہ و بیعت لینا اور حقانیت اسلام کی تعلیم دینا بھی آپ کا ہی نمایاں کارنامہ ہے۔

☆ آپ نے یہ سب خدمات محض اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر متوکلانہ شان سے انجام دیں۔ اب تک نہ کوئی انجمن آپ کی پشت پر ہے جو اس راہ کے حصار کا بارگراں برداشت کرتی نہ کوئی شخصیت آپ کی مدد و معاون ہے۔ ذاتی صرف زر کثیر کے ساتھ ان پاکیزہ خدمات کا انجام دینا فی الحقیقت آپ ہی کے بلند حوصلہ کی ایک بیش بہا مثال ہے۔ جب ہم نے ''سیاست'' زمیندار'' اور دوسرے اردو گجراتی رسائل واخبار میں پڑھا کہ اس عظیم الشان کانفرنس میں نہ آپ کو نام و نمود سے غرض تھی نہ چندہ کی طلب، نہ نذرانہ کی خواہش۔ تو حقیقت یہ ہے کہ ہماری حیرت بیش از بیش ہوگئی اور سچے دل سے آپ کے حق میں دعائیں نکلیں کہ مولا تعالیٰ آپ کو مزید توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح آپ کی مدد کرے۔ (۴)

ہفت روزہ الفقیہ امرتسر کے شمارہ ۲۸ر مئی ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۰ ر پر مبلغ اسلام علامہ صدیقی کے سنگاپور دورہ کی ایک مفصل رپورٹ شائع ہوئی جس سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ آپ کی تبلیغی کاوشوں اور کامیابیوں سے مثبت نتائج سامنے آئے۔ کئی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ رپورٹ کی آخری سطور ملاحظہ ہوں:

''اسی شب کو ۹ ر بجے ایک فاضل انگریز ''ولیم ہیرلڈ سڈنس'' جو کئی بار مولانا سے مل کر دینی مکالمہ کر چکے تھے۔ اور مولانا کی کئی انگریزی تقریروں میں شریک ہو چکے تھے۔ مولانا موصوف کی قیام گاہ ڈاکٹر حفیظ الدین منشی کے بنگلہ پر تشریف لائے۔ اس وقت معززین شہر میں سے تقریبا پچاس معزز مسلمان مولانا کے پاس موجود تھے۔ ان انگریز صاحب کے آتے ہی مولانا نے روئے سخن ان کی جانب کیا اور چند ہی منٹ کی گفتگو میں ان کے قلب پر ایسا اثر پڑا کہ اسی وقت کلمہ پڑھا، مسیحیت سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اسلامی نام ''ولی الحق سنڈنس'' رکھا گیا۔ اسی وقت ایک قادیانی مرزائی بھی تائب ہو کر اسلامی برادری میں شامل ہوا۔ اگرچہ مولانا کو اپنی والدہ کی وفات کی اطلاع میرٹھ سے حال ہی میں موصول ہوئی مگر وہ خدمت دین کے لئے کمربستہ ہیں اور ایک پادری سے مناظرہ کرنے کے لئے عنقریب عازم ''ہانگ کانگ'' ہوں گے۔ مالک عالم مولانا موصوف کا مدد و معاون رہے۔ آمین''۔ (نامہ نگار سنگاپور ۶ ر مئی) (۵)

حضرت ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہا (سابق وائس چانسلر اسلامی یونیورسٹی برائے خواتین) اپنے عظیم والد گرامی کی تبلیغی کاوشوں سے یوں پردہ اٹھاتی ہیں:

''والد ماجد ایک عظیم مشفق و مہربان باپ تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسلام کی عظمت کے وہ پرچم بلند کئے جو آج بھی دنیا کے گوشوں گوشوں میں بڑی آب و تاب کے ساتھ لہرا رہے ہیں۔ پوری دنیا کو اسلام کی خوشبو سے معطر کیا۔ عیسائیت، مرزائیت، اور لادینیت کے خلاف سخت چٹان بن کر کھڑے ہوگئے اور فتنۂ

قادیانیت کے خلاف تن تنہا جدو جہد کر کے مقام مصطفےٰ علیہ السلام کا تحفظ کیا اور ختم نبوت کا دفاع کیا، دین اسلام کی تبلیغ کے لئے وہ اندرون ملک و بیرون ملک دو دو، تین تین سال ہم سے جدا رہتے اور ان کی جدائی کا قلق میرے قلب کو ہمیشہ مغموم رکھتا تھا لیکن چونکہ وہ اللہ کی راہ میں ہم سے دور رہتے تھے اس لئے مغمومیت کے ساتھ ساتھ قلبی سکون بھی رہتا تھا۔''(۶)

جنوبی ایشیائی ممالک کے دورے: مولانا یٰسین اختر مصباحی آپ کی تبلیغی خدمات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ نے جنوبی مشرقی ایشیائی ممالک کا دورہ ایسے وقت میں کیا جب کہ مسلمانوں کے حالات دگرگوں تھے۔ ان پر دوسرے مذاہب کے اثرات زیادہ تھے۔ آپ نے طویل عرصہ تک سیلون، برما، سیام، انڈونیشیا، فرانسیسی ہند، چینی، ملایا، چین، جاپان اور سنگاپور میں قیام فرمایا اور دنیا کے دیگر مذاہب کو دعوت اسلام دی۔ قادیانیوں کی مشنریوں کے اثرات ایک دم ختم کرنے کی سعی جاری رہی۔ عیسائی جماعتوں نے جن ہزارہا مسلمانوں کو عیسائی بنالیا تھا انہیں پھر دعوت اسلام دی۔ بیشتر نے قبول اسلام کیا۔ اس دوران قیام میں آپ نے اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو جنہیں عیسائی بنا دیا گیا تھا از سر نو دین اسلام سے محبت پیدا کرائی۔(۷)

آئینہ قادیانیت: مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ خیالات اور اس کے مذموم مقاصد سے ساری دنیا کو آگاہ فرمایا۔ آپ نے ایک مدلل مقالہ ''آئینہ قادیانیت'' لکھ کر دنیائے مرزائیت کو اپنا آئینہ دکھایا، اس میں صاف نظر آیا کہ انگریزوں نے یہ خود کاشتہ پودا خود اگایا، پھر یہ بدبخت جعلی نبی کے روپ میں سامنے آیا۔ فتنہ قادیانیت سے آگاہی کے لئے ''آئینہ قادیانیت'' ضرور دیکھیں، اسے پروفیسر محمد احمد صدیقی نے ترتیب دے کر شائع کر دیا ہے۔(۸)۔ع

آئینہ دکھایا تو برا مان گئے

مرزائی حقیقت کا اظہار: قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (م ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء) اپنے عظیم والد گرامی کی عظیم خدمات کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے بیرونی ممالک میں قادیانیوں کو للکارا اور وہاں کے لوگوں کو عصر حاضر کے اس فتنہ عظیم سے باخبر کیا۔ انہوں نے افریقہ، یورپ، سیلون، انڈونیشیا، ملائیشیا، برما، اور بلاد عربیہ میں خاص طور پر قادیانیت کے خلاف کام کیا۔ رد مرزائیت میں ان کی انگریزی تصنیف ''The Mirror'' بیرونی ممالک میں بہت مشہور ہے۔ اس کتاب کا عربی زبان میں ''المرأۃ'' کے نام سے ترجمہ ہو چکا ہے جو عرب ممالک میں بہت مقبول ہے۔ اسی طرح اردو میں آپ کی کتاب ''مرزائی حقیقت کا اظہار'' موجود۔ ہے اس کتاب کا جب ملائیشیا کی زبان میں ترجمہ چھپا تو وہاں مرزائیوں کے خلاف زبردست تحریک اٹھی جس کے بعد ملائیشیا میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔''(۹)

پروفیسر محمد احمد صدیقی صاحب (فرزند نسبتی حضرت سفیر اسلام) ''المرأۃ القادیانیۃ'' کی اشاعت سے جو اثرات مرتب ہوئے ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''مرزائی حقیقت کا اظہار'' آپ کی بہترین تصنیف ہے۔ عربی زبان میں مصر میں چھپی ہوئی ''المرأة القاديانية'' ہے جس کی اشاعت کے بعد ملائشیا میں زبردست تحریک اُٹھی اور یہاں مرزائیوں کا داخلہ ممنوع ہوگیا۔ موریشس، نیروبی، ساؤتھ افریقہ، امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک میں قادیانیت کی آگاہی کے بعد ہزاروں لوگوں نے توبہ کی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔(۱۰)

حاجی محمد حنیف طیب صاحب (سابق وفاقی وزیر پٹرولیم و افرادی قوت حکومت پاکستان) اپنے ایک مقالے میں حضرت مبلغ اسلام کی ان کاوشوں کا ذکر فرماتے ہیں جن سے لوگ قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے مقالے کا ایک اقتباس موضوع کی مناسبت سے پیش کیا جاتا ہے:

''مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نے جو اہم کارنامے سرانجام دیئے ہیں ان میں فتنۂ قادیانیت کا استیصال بھی شامل ہے۔ آپ کی نگاہ بصیرت نے دیکھ لیا تھا کہ انگریز نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے، ان میں جذبۂ جہاد و جذبۂ عشق رسول ﷺ کو ختم کرنے اور مسلمانوں کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کو متزلزل کرنے کے لئے مدعی نبوت کو کھڑا کیا ہے لہٰذا آپ نے ہر جگہ مسلمانوں کو اس فتنے سے باخبر کیا۔ آپ نے اس سلسلہ میں عربی اردو، انگریزی اور انڈونیشی زبانوں میں کتابیں لکھیں، دنیا کے مختلف ممالک میں قادیانی مبلغوں سے مناظرے کئے اور جلسوں میں عامۃ المسلمین کو اس فتنہ سے آگاہ کیا جس کے نتیجے میں کثیر تعداد میں قادیانیوں نے قادیانیت سے توبہ کی۔(۱۱)

اعترافِ حقیقت: کتاب ''مرزائی حقیقت کا اظہار'' یہ کیسے سامنے آئی؟ یہ دلچسپ کہانی ایک دیوبندی فاضل مولانا اللہ وسایا کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے:

''حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی، قادری حنفی میرٹھی موریشس میں عرصہ تک قیام پذیر رہ کر خدمت اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کی تبلیغی سعی سے سینکڑوں بندگان خدا غیر مسلم افراد نے اسلام قبول کیا۔ ان میں قادیانی بھی تھے جو مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کی تبلیغ اسلام سے مسلمان ہوئے۔ ان دنوں موریشس میں قادیانیوں کا مربی ایک حافظ قادیانی تھا۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب کی للکارحق کے باوجود کبھی روبرو آنے کی جرأت نہ کر پایا۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب نے ایک جلسہ میں اعلان فرمایا کہ میں اب موریشس چھوڑ کر دوسرے ملک جارہا ہوں۔ ابلیس اعظم نے اس قادیانی مربی کے کان میں پھونک ماردی کہ اب موقع ہے ڈینگ پہ ڈینگ مار کر ''حمارانِ قادیان'' کے سامنے نمبر بنالو۔ اس نے ایسے وقت میں دو پمفلیٹ لکھ کر شائع کئے، جن دنوں مولانا شاہ عبدالعلیم سفر کے لئے پابہ رکاب تھے۔ ان دو پمفلیٹوں کی تقسیم ہوگئی۔ آپ نے پمفلٹ لیا، بحری جہاز کا سفر تھا، جتنے دن جہاز میں رہے ان تمام پمفلٹس کا جواب لکھ دیا۔ قادیانی پمفلٹوں کا نام ''اظہار حقیقت نمبر ۱،۲،۳'' تھا، مولانا نے سب کا جواب ''مرزائی حقیقت کا اظہار'' کے نام سے یہ جامع کتابچہ مرتب فرمادیا۔ یکم مئی ۱۹۲۹ء کو یہ مکمل ہوا۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کا ۲۴؍اگست ۱۹۵۴ء کو وصال ہوا۔ مدینہ طیبہ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ زہے نصیب''۔(۱۲)

ضروری گزارش: ''مرزائی حقیقت کا اظہار'' کے ناشر کی جانب سے ''ضروری گزارش'' اس وقت کے حالات کے تناظر میں پڑھئے:

’’حضرت مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی مدظلہ العالی کی مستعدی قابل صد ہزار تبریک وتہنیت کہ باوصف مشاغل کثیرہ وتعب سفر، نیز ایسی حالت میں کہ نہ حوالہ دیکھنے کے لئے کتابیں موجود، نہ غور وتامل کے لئے دماغ کو یکسوئی حاصل، مرزائی حافظ جی کی دو ورقیوں کے جواب قلم برداشتہ ایسے مدلل و جامع و مانع تحریر فرمائے کہ موریشس کے مرزائی حافظ جی تو کیا اگر خود مرزا جی بھی قبر سے اٹھ کر دیکھیں تو انگشت بدنداں ہی رہ جائیں۔ مرزائی حافظ جی نے اپنی ’’دو ورقیاں‘‘ جان بوجھ کر ایسے وقت باہر نکالیں جب کہ مولانا موریشس سے روانگی کے لئے پابرکاب تھے تاکہ جواب نہ دیا جاسکے اوران کو باتیں بنانے کا موقع ملے۔ مگر زہے ہمت کہ اسی مختصر وقت میں ان کا جواب ’’ڈپلی کیٹر‘‘ کے ذریعہ نقلیں لے کر موریشس میں تقسیم کیا گیا۔ چونکہ موریشس میں کوئی مطبع نہیں جہاں مکمل اجوبہ کی بصورت کتاب طباعت ہوسکتی۔ اتنے دور دراز جزیرہ میں بیٹھ کر ہندوستان میں طباعت کا انتظام کوئی آسان کام نہ تھا، پھر مطابع کی حالت بھی ظاہر کہ علم بے علم افراد کے دست نگر، باوصف نگرانی اغلاط کتابت سے نجات دشوار، نظر برآں تاخیر اشاعت وبعض اغلاط کتابت پر غور وتقصیر عرض اور التماس کہ صحت نامہ کے ذریعہ کتابت کی غلطیاں درست فرمالیں۔ المنة لله کہ جس کام کو شروع کیا گیا پایہ تکمیل کو پہنچا۔ رب العالمین شرف قبول فرمائے اور اپنے جس خاص بندہ کو مصارف طباعت و اشاعت برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائی انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال بنائے۔ آمین ثم آمین۔ ناشر‘‘ (۱۳)

تقریظ جمیل: صدر الافاضل بدر الاماثل علامہ مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے ’’مرزائی حقیقت کا اظہار‘‘ پر جو تقریظ جلیل رقم فرمائی وہ ملاحظہ فرمایئے:

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

عزیزی و محبی، حامی دین، ناصر شرع متین، مولانا الحاج شاہ محمد عبد العلیم صاحب صدیقی سلمه العلی الولی و حفظه من شر کل غوی و ایده بالاید القوی نے مرزائی کا قلم برداشتہ جواب سفر کی رواروی در جہاز پر ملاقاتوں کے ہجوم میں ایسا لکھا کہ باید وشاید۔ حقیقت واضح ہوگئی اور مرزائیت کے بطلان کا پردہ فاش ہوگیا۔ مرزائی مبلغ کا رد بحمد اللہ ابلغ وجہ پر ہوا اور مرزائی دین کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں، سلاست بیان، روانی مضمون، قوت دلیل، حسن ادا ایک ایک بات قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا کی اس تحریر کو گم گشتگان راہ کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ در حقیقت مولانا موصوف اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور انہوں دور دراز ممالک اور جزائر میں پہنچ کر بر و بحر کے سفروں کی صعوبتیں برداشت کر کے اعلاء کلمة الله کے لئے اپنی خدمتیں وقف کردی ہیں۔ جزاه الله تعالیٰ خیر الجزاء۔

کتبه العبد المعتصم بحبله المتین

محمد نعیم الدین المرادآبادی غفرلہ الہادی‘‘ (۱۴)

تحریک ختم نبوت: پروفیسر محمد احمد صدیقی نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں آپ کے فرزند جلیل علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی کی خدمات کا خلاصہ یوں پیش فرمایا ہے:

’’مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی نے تحفظ ختم نبوت و (تحفظ) مقام

مصطفٰی، کے سلسلے میں دنیا میں تبلیغ کر کے قادیانیوں کے اصل چہرے کو بے نقاب کیا۔ قادیانیوں کے لٹریچر سے غلام احمد کی خباثت ثابت کر کے انگریزوں کی سازشوں کو پردہ چاک کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے مسلمان جو گمراہ ہوئے تھے تائب ہو کر داخل اسلام ہوئے۔ قادیانیوں کے خلاف عالمی سطح پر جو تحریک مولانا عبدالعلیم صدیقی نے پوری دنیا میں چلائی تھی، ان کے فرزند ارجمند مولانا شاہ احمد نورانی نے ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر مقام مصطفٰی کے تحفظ کا حق ادا کر دیا۔'' (۱۵)

بارگاہِ غوثیہ میں استغاثہ: سرکار بغداد حضرت غوث الاعظم کی بارگاہ میں مبلغ اسلام علامہ صدیقی کے دو اشعار بطور استغاثہ پیش کر کے مقالہ کا اختتام کیا جاتا ہے۔

ہے وقت مدد یا محی الدین، پھر ہو احیاء دین متین
پھر فتح مبین کا اڑے پرچم شیئاً للہ شیئاً للہ
ہے عبد علیم صدیقی، وابستہ دامان قدسی
ہاں! صدقہ اجداد کرم، شیئاً للہ شیئاً للہ

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین، خاتم النبیین، طٰہ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ وعلیٰ اٰلہ و اصحابہ و ازواجہ وذریتہ و اولیاء امتہ اجمعین۔

حوالاجات

(۱) علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری: مرزائی حقیقت کا اظہار، مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن پاکستان کراچی ۲۰۰۷ء ص ۲
(۲) ارشاد احمد علیمی، مرزا: حیات علیم رضا مطبوعہ ساہیوال ۱۹۸۰ء ص ۲۵، ۲۶
(۳) ارشاد احمد علیمی، مرزا: حیات علیم رضا مطبوعہ ساہیوال ۱۹۸۰ء ص ۵۶
(۴) دیکھئے: خلیل احمد رانا: مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء ص ۳۰، ۳۳
(۵) ایضا۔۔۔ص ۳۵
(۶) سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد حضرت سفیر اسلام نمبر ۲۰۱۱ء ص ۳۵
(۷) یٰسین اختر مصباحی، مولانا: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ۱۹۷۷ء ص ۷۹۔۸۰
(۸) تفصیل کے لئے دیکھئے: محمد عبدالعلیم صدیقی القادری، مولانا: آئینہ قادیانیت (ترتیب: محمد احمد صدیقی پروفیسر)
مشمولہ: عظیم مبلغ اسلام (خصوصی مجلّہ) مطبوعہ کراچی ۲۰۰۳ء ص ۴۶، ۵۴
نگران اعلیٰ: فریدہ احمد صدیقی، محترمہ، ڈاکٹر
(۹) ضیائے حرم لاہور۔ ماہنامہ تحریک ختم نبوت نمبر دسمبر ۱۹۷۴ء ص ۴۳
(۱۰) سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد حضرت سفیر اسلام نمبر ۲۰۱۱ء ص ۱۰۶
(۱۱) سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد حضرت سفیر اسلام نمبر ۲۰۱۱ء ص ۲۳۸
(۱۲) اللہ وسایا، مولانا: احتساب قادیانیت جلد ۴۸ مطبوعہ لاہور ۲۰۱۲ء ص ۴
(۱۳) محمد عبدالعلیم صدیقی القادری، مولانا: مرزائی حقیقت کا اظہار مطبوعہ کراچی ۲۰۰۷ء ص ۱۳۰
(۱۴) ایضا۔۔۔ص ۱۲۷، ۱۲۸
(۱۵) عظیم مبلغ اسلام (خصوصی مجلّہ) مطبوعہ کراچی ۲۰۰۳ء ص ۲۶
(۱۶) محمد عبدالعلیم صدیقی القادری، مولانا: ذکر حبیب حصہ اول مطبوعہ کراچی ۲۰۰۷ء ص ۱۳۳

معارف الحدیث

ردّ وہابیہ و دیابنہ۔ احادیث کریمہ کی روشنی میں

از۔ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ

ترتیب و پیشکش: محمد سلیم بریلوی

حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کے حقیقی دادا اور حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے بڑے شہزادے نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت، مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و ترسیل، خانقاہ رضویہ کی تعمیر و ترقی، منظر اسلام کے عروج و ارتقاء اور مرکز اہل سنت کے مسلکی پیغامات کو عام کرنے کے لیے ۱۹۶۰ء میں مرکز اہل سنت بریلی شریف سے ماہنامہ اعلیٰ حضرت شائع کرنا شروع کیا۔ منظر اسلام کے اہتمام و انصرام، درس و تدریس کی اہم ذمہ داریوں، دعوت و تبلیغ کے لیے ملک کے خطہ خطہ کے مذہبی اسفار اور خانقاہ رضویہ کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود آپ جب تک حیات رہے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے لیے قیمتی مضامین تحریر فرماتے رہے جو معارف القرآن اور معارف الحدیث کے نام سے شائع ہوتے یہ مضامین عموماً قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح اور ردّ وہابیہ اور ردّ دیابنہ پر مشتمل ہوتے۔ زیر نظر مضمون دراصل حضرت مفسر اعظم ہند کے اُن دو مضمونوں کا مجموعہ ہے کہ جن میں پہلا مضمون ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ جنوری ۱۹۶۴ء میں ''احادیث رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کے عنوان سے اور دوسرا مضمون اسی شمارہ میں ''معارف الحدیث'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ جے پور کے سفر میں استاذ محترم حضرت قاری احترام عالم خان عزیزی مدظلہ النورانی کی کوششوں سے یہ قیمتی شمارہ حاجی نذیر احمد حامدی مرحوم ساکن گھاٹ گیٹ جے پور کے یہاں سے دستیاب ہوا۔ قارئین ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے لیے اب ان دونوں مضمونوں کو یکجا کر کے ''ردّ وہابیہ و دیابنہ۔ احادیث کریمہ کی روشنی میں'' کے عنوان سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس میں قوسین کے اندر تشریحی جملوں کا اضافہ راقم نے کیا ہے (محمد سلیم بریلوی)

وابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مثل المنافق کالشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الیٰ ھٰذہ مرۃ والیٰ ھٰذہ مرۃ. رواہ مسلم.

(ترجمہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثال منافق کی یہ ہے کہ دو گلّے (ریوڑ) ہیں بھیڑ اور بکری کے۔ کبھی اس گلہ میں اور کبھی اس گلہ میں یعنی کبھی اس جماعت میں کبھی اس جماعت میں یعنی مذبذب ہیں، متردد ہیں اور اُن کے ساتھ بھی ہیں اور اِن کے ساتھ بھی ہیں صلح کلی۔ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے:

''حتی یصیر الناس فی فسطاطین''۔

(یعنی) ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ دو خیموں میں منقسم ہو جائیں گے۔ (دیکھئے ٹائیٹل کی عبارت)

وہی مثال ہے کہ دو گلے ہیں گوسفند کے۔ایک گلہ کا راعی ہے نائب رسول، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ۔ دوسرے گلے کا راعی ہے شیخ نجدی۔ دیو۔ جو گوسفند اپنے راعی کی اطاعت ومحبت کرتی ہے وہ اسی کے ساتھ ہے۔تو یہ علامت نفاق ہے کہ کبھی اس گلہ میں کبھی اُس گلہ میں۔

تو منافق خالص بھی کبھی میلاد شریف میں شرکت کرتا ہے، فاتحہ کا کھانا کھا بھی لیتا ہے۔ قیام بھی کر لیتا ہے جبکہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ شرک و بدعت ہیں۔تو وہ اپنے فتوے سے خود حرام خور ہے۔مشرک ہے۔ بدعتی ہے۔اُن کے اصاغر نہیں، اکابر کا طرز عمل یہی ہے، یہی رہا۔حدیث میں ہے:

''کالشاۃ العائرۃ بین الغنمین''

یعنی مثال منافق کی یہ ہے جیسے بکری عائرہ درمیان دو گلوں کے اور عائرہ کے معنی ہیں'' متردد''۔'' آنے جانے والی''۔جبکہ لغت عرب میں اس کے معنی ہیں:

''مادہ شترے گویند کہ میگردد تا نرے یابد کہ بروے برجہد''

(**ترجمہ**) یعنی اونٹ کی مادین (اونٹنی) کہ اس لئے پھرتی ہے اُدھر کی طرف سے اِدھر۔اور اِدھر کی طرف سے اُدھر تا کہ نر اونٹ مل جائے تا کہ اس پر چڑھے (اس سے جفتی کرے)۔

یہ مثال ہے منافق کی۔ یا تو اس لئے کہ اس مثال میں توہین ہے منافق کی۔ یا اس لئے کہ:

''الرجال قوامون علی النساء''

کہ مرد افسر ہیں عورتوں پر۔

جو اونٹنی پر بیٹھتا ہے وہ اونٹنی کا حاکم ہو جاتا ہے۔اس کے ہاتھ میں نکیل ہوتی ہے۔جس طرف کو چلائے اس کو چلنا پڑتا ہے۔اس پر شیخ نجدی اگر سوار ہو جاتا ہے تو مجبوراً بھی اس کو چلنا ہوتا ہے جس طرف کو وہ ہانکتا ہے۔اور اگر نائب رسول سوار ہوتا ہے تو اونٹنی اسی کے حکم سے مدینہ کو جا رہی ہے۔لاکھ کہے شیخ نجدی کہ یہ شرک ہے تو نہیں سنتی کیونکہ وہ نکیل کی پابند ہے۔اگر اپنے سوار سے منحرف ہو جائے اور سرکشی کرے اور ''سعدان'' کی جھاڑی میں منھ ڈالے کیونکہ سعدان کا پتہ بہت ہرا ہوتا ہے اور اونٹ بہت شوق سے اس کو چرتا ہے۔اس میں کانٹے بہت ہوتے ہیں اور ہوتی ہے وہ بوٹی نجد میں۔جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔تو نکیل اُس جھاڑی کے کانٹوں میں الجھ جاتی ہے۔اب اونٹنی کا ''سفر مدینہ'' معطل ہو جاتا ہے کیونکہ نکیل نجدی جھاڑی کے قبضہ میں پہنچی۔

اس حدیث مسلم (جو نیچے آ رہی ہے) کو ہم یاد (بنا کتاب کے محض یادداشت) سے لکھ رہے ہیں اس لئے بھول بھی ہوسکتی ہے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

'' پھر جہنم پر پل رکھا جائے گا۔اس پل پر بڑی پھسلن اور کیچڑ ہوگی اور اس پل میں کانٹے اور آنکڑے ہیں جیسے کہ سعدان کی جھاڑی میں ہوتے ہیں۔ کشوک السعد ان تکون

بنجد۔ (الفاظ حدیث) جونجد میں ہوتی ہے"۔

تو جو اس دنیا میں اُس جھاڑی کے کانٹوں میں الجھا وہ آخرت میں صراط پراُن ہی "شوک سعدان" (سعدان کے کانٹوں) میں پھنس جائے گا اور جس کے صراط مستقیم میں وہ کانٹے نہیں وہ بے خوف چلا جائے گا۔

پل صراط پر کانٹے ہیں جو ہوتے ہیں نجد میں۔ اور پل صراط پر پھسلن ہے تو۔ اس حدیث کو لکھا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمة الله عليه و علينا۔ جب لوگ پھسلیں گے تو کہیں گے "وامحمداه" جس کے معنی ہیں "یارسول اللہ المدد" کیونکہ "وا" حرف ندا ہے۔ "اہ" استغاثہ کا ہے۔ فوراً ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جناب باری عزاسمہ میں عرض کریں گے بکمال الحاح۔ تو فوراً ہی اس کی دستگیری کی جائے گی۔

تو پل پر پھسلن اس مصلحت سے ہے اور جو پہلے اس دنیا میں نجدی کانٹوں سے الجھ گئے وہ نہیں کہیں گے بلکہ اس کو شرک سمجھ چکے ہونگے اور اگر کہنا بھی چاہیں گے تو وہی نجد کے کانٹے شوک سعدان جو پل پر ہیں اسے کہنے نہ دیں گے۔

☆

وعن اميمة بنت رقيقة رضى الله عنها (صحابیہ اور رفیقہ خواہر ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا) قالت كان النبى صلى الله عليه وسلم قده من عيدان تحت سريره يبول فيه بالليل۔

(**ترجمہ**) اور حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آنحضرت کے تخت کے نیچے ایک پیالہ چوبی (لکڑی کا) رکھا رہتا تھا کہ اس پیالہ میں رات کو پیشاب کیا کرتے تھے۔

اس حدیث کے تحت لکھا ہے اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہ:

"آوردہ اند کہ شخصے از تشنگان نا دانستہ بگمان آب، بول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را زاں قدح بخورد تا زندہ بود بوئے خوش از اندام وے یافتہ مے شد و تا چند پشت در اولاد او نیز موجود بود"۔

(رواہ ابوداؤد، نسائی)

(**ترجمہ**) "کہ ایک شخص نے جو بہت پیاسا تھا نادانستہ پانی گمان کر کے اُس پیشاب (مبارک) کو اس پیالے سے پی لیا تو جب تک زندہ رہا خوشبو اُس کے جسم سے آتی تھی۔ یہاں تک کہ چند پشت تک وہی خوشبو اس کی اولاد میں بھی موجود رہی"۔

اللهم صل على الحبيب المختار واله وصحبه وبارک وسلم.

☆

وعن صفوان بن عسال رضى الله عنه قال قال يهودى لصاحبه اذهب بنا الىٰ هذا النبى فقال له صاحبه لا تقل نبى انه لو سمعك لكان له اربع اعين۔ فاتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألاه عن تسع اٰيات بينات فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تشركوا بالله شيئا۔ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التى حرم الله الا بالحق۔ولا تمشوا ببرئ الىٰ ذى سلطان ليقتله ولا تحروا ولا تاكلوا الربا ولا تقذفوا محصنة۔ولا تولو للفرار يوم الزحف و عليكم خاصة ان لا تعتدوا فى السبت۔قال فقبلا

یدیه ورجلیه۔وقالا نشهد انك نبی قال فما یمنعکم ان تبعونی؟ قالا: ان داؤد دعاربه ان لا یزال من ذریته نبی وانا نخاف ان تقتلنا الیهود۔

(**ترجمہ**) صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک یہودی نے اپنے ہمراہی یہودی سے کہا کہ ہم کو پہنچادے اس نبی کی طرف (خدمت میں) تو کہا اس کے ہمراہی نے کہ نبی مت کہو کہ وہ سن لیں گے کہ یہود مجھے نبی کہتے ہیں تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی غایت سرور و شادمانی سے۔پس آئے ہر دو (یہ دونوں یہودی) رسول اللہ کی خدمت مبارک میں۔تو پوچھا (ان دونوں یہودیوں نے آقا سے) نو باتوں کو (نو آیات بینات کو) تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

(۲) نہ چوری کرو۔

(۳) نہ زنا کرو۔

(۴) ناحق اس جان کو قتل مت کرو کہ جسے اللہ نے محترم بنایا ہے۔

(۵) بے گناہ کو کسی حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تا کہ وہ اسے قتل کرے۔

(۶) جادو نہ کرو۔

(۷) سود مت کھاؤ۔

(۸) اور عورت پارسا پر تہمت نہ رکھو۔

(۹) اور روز جنگ پیٹھ نہ دکھاؤ۔

(۱۰) ہفتہ کے دن حد سے تجاوز نہ کرو۔اس دن شکار نہ کھیلو۔یہ تمہارے لئے خاص ہے اے یہود!

تو یہودیوں نے نو باتیں پوچھیں جواب دیا گیا دس کا جیسا ہم نے نمبر لگا کر بتلا دیا تو حضرت شیخ عبد الحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ:

''سائلان نہ حکم برائے سوال مہیا ساختہ و دہم را کہ مخصوص بایشاں است در دل مضمر داشتہ آمدند واز نہ حکم بصریح سوال کردند پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں نہ را ذکر کردہ ودہم را کہ مضمر داشتہ بودند بایں عبارت جدا کشف فرمود وازیں جہت بوسہ بردست و پائے شریف دادند''

(**ترجمہ**) یہودیوں نے نو (۹) باتوں کو دریافت کیا۔ایک بات دل میں پوشیدہ رکھی (کہ اگر نبی ہیں تو غیب جانتے ہوں گے اس کا جواب بھی دیں)۔تو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ۹ ر باتوں کا جواب بھی دیا اور جو ان کے دلوں میں پوشیدہ تھی اس کا بھی جواب دے دیا۔

''ازیں جہت بوسہ بردست و پائے شریف دادند''

(**ترجمہ**) اس وجہ سے ان یہودیوں نے بوسہ لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کا اور قدم شریف کا۔

''فقبلا یدیه ورجلیه۔''

(**ترجمہ**) تو کہا صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

''پس یہودیوں نے بوسہ لیا ہر دو ہاتھ کا اور ہر دو پائے شریف کا''۔

''قالا نشهد انك نبی''۔

(**ترجمہ**) ''کہا (ان دونوں نے) ہم گواہی دیتے ہیں کہ (آپ) نبی ہیں۔'' (دانائے غیوب ہیں)

''یعنی دانستیم وشناخیتم ترا بہ پیغمبری''

(**ترجمہ**) یعنی ہم نے جان لیا اور پہچان لیا کہ آپ نبی ہیں۔ (کیونکہ دلوں کا حال جانتے ہیں)

تو آنحضرت نے فرمایا: تم کو میری اتباع سے کیا چیز روکتی ہے؟ ان یہود نے کہا: حضرت داؤد نے یہ دعا کی تھی کہ میری ذریت میں ہمیشہ پیغمبری رہے۔ اور ہم ڈرتے ہیں کہ یہودی ہمیں قتل نہ کردیں۔

اس حدیث میں یہ باتیں غور طلب ہیں کہ یہود نے ایک سوال دل میں چھپایا۔ کسی طرح ظاہر نہ کیا تو بھی حضور نے اس کا جواب دے دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نبی ہیں یعنی دانائے ہمہ غیوب ہیں کیونکہ نبی کے معنی یہی ہیں ''نَبَأ۔ خبر'' یعنی نبی بمعنی خبیر۔ اسی وجہ سے یہودیوں نے پائے مبارک کو اور دست ہائے مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔

اس حدیث سے جہاں علم غیب کا ثبوت ہے وہاں یہ بات بھی ہے کہ بوسہ دینا دست پائے شریف کو مستحب ہے، مندوب ہے، مستحسن ہے، تو وہی ایسی تعظیم کو جھکتا بھی ہے جو دل سے معتقد ہوتا ہے نبی کے فضل وکمال کا۔ تو ان کے اس فضل وکمال کا یہاں یوں ظہور ہوا کہ جو دل میں پوشیدہ ہے اسے بھی جان لیتے ہیں۔ اسے جان کر تو پیروں پر گر پڑے اور ہاتھوں کو چوم لیا۔

نکتہ: تو نکتہ یہ ہے جو علم غیب نبی کا منکر ہے وہی ایسی تعظیم کو شرک کہہ رہا ہے کیونکہ ان کے دل میں نبی کی عظمت جو نہیں۔ وہ (تو اس وقت) ہوتی جبکہ نبی کے فضل وکمال کا معتقد ہوتا۔ علم غیب نبی پر ایمان ہوتا۔ جب یہ نہیں تو وہ کیوں قدم نبی چومے؟ کیوں دست بوسی کرے؟ ہم الحمدللہ! چونکہ ایمان لاتے ہیں فضل نبی پر۔ یوں (اس وجہ سے) قدم بوسی کو ترس رہے ہیں۔ تو ان شاء اللہ اُن (آقا صلی اللہ علیہ وسلم) کی قدم بوسی، دست بوسی کا شرف حاصل کریں گے قبر میں، حشر میں۔ الحمدللہ! ماشاءاللہ!

(۲۰/اکتوبر ۱۹۶۳ء)

(ماخوذ از۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمار ماہ شعبان المکرّم ۱۳۸۳ھ/جنوری ۱۹۶۴ء صفحہ ۳ تا ۶ جلد ۴ شمارہ ۱)

(معارف الحدیث)

عن ابی قتادة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعمار حین یحفر الخندق وجعل یمسح راسه ویقول یؤس ابن سمیة تقتلك فئة باغیة. رواه مسلم.

"حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار (صحابی) سے جب وہ خندق کھود رہے تھے (غزوۂ خندق میں) اور ہاتھ سے گرد جھاڑ رہے تھے عمار کے سر کی اور فرماتے تھے اے بیٹے سمیہ کے (رضی اللہ عنہا) یہ محنت ومشقت! تجھے قتل کرے گا گروہ باغیوں کا۔ اس کو روایت کیا مسلم نے"

حضرت محدث دہلوی شیخ عبدالحق بخاری ثم دہلوی نے اس کی شرح میں لکھا اشعۃ اللمعات میں (صرف ترجمہ)

''سمیہ ماں ہے عمار کی (رضی اللہ عنہما) کہ مکہ میں مسلمان ہوئی اور دین حق میں عذاب دی گئی۔ یہاں تک کہ ابوجہل نے اس کی فرج میں خنجر مار کر مار ڈالا۔ تو آں حضرت نے یاد کیا اس سختی مشقت کو عمار کی جو مکہ میں کفار کے ہاتھوں اٹھائی تھی (اور اب کہ مدینہ میں ہیں) وہی سختی ومحنت کر رہے ہیں دین حق کی خدمت میں۔ یہاں تک

کہ اُن کو گروہ باغیاں قتل کریگا''۔

''تقتلك الفئة الباغية'' کے تحت لکھا۔

''می کشند ترا گروہے کہ بغی می کنند وبیروں می آیند از اطاعت امام برحق۔ مراد بایں فئة معاویہ وقوم اوست زیرا کہ قتل عمار در حرب صفین است۔ وعمار با امیر المومنین علی بود۔ وو ے از دلائل حقانیت علی است۔ رضی اللہ عنہم دراں قضیہ۔ چنانچہ آوردہ اند کہ عمرو بن العاص نزد معاویہ آمد (رضی اللہ عنہما) کہ عجب کارے مشکل پیش آمد کہ عمار بن یاسر بردست ما کشتہ شد۔ معاویہ گفت: مشکل چیست؟ گفت من شنیدم کہ آنحضرت بعمار گفت: "تقتلك الفئة الباغية"۔ معاویہ گفت: عمار را ما نکشتہ ایم۔ علی کشت کہ او را جنگ آورد''۔

(**ترجمہ**) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار سے کہ تمہیں گروہ باغیوں کا قتل کر دیگا جو امام برحق کی طاعت سے باہر ہونگے۔ مراد ہے اس گروہ سے معاویہ اور ان کی قوم۔ اس لیے کہ حرب صفین میں عمار شہید ہوئے اور عمار ساتھ تھے امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے (اور امام برحق تھے اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعت امام سے باہر تھے)۔ روایت ہے کہ عمرو بن العاص آئے معاویہ کے پاس اور کہا کہ عجیب مشکل پیش آئی کہ عمار بن یاسر ہمارے ہاتھ سے مارے گئے جبکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے کہا کہ گروہ باغیاں تجھے قتل کرے گا۔

پھر لکھا ہے شیخ نے:

''ایں حدیث بطرق کثیرہ بالغ بمرتبہ شہرت وتواتر است چنانکہ در رسالہ ''تمیم البشارۃ'' ذکر کردہ ایم ومعجزہ دریں جا اخبار بغیب است کہ از قتل عمار بروجہ مخصوص خبر دادند''

(**ترجمہ**) یعنی اس حدیث کو بکثرت اسناد سے جو مرتبہ شہرت اور حد تواتر تک پہنچتی ہیں روایت کیا گیا ہے اور اس حدیث میں اظہار ہے اس معجزہ کا کہ غیب کی خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(اور نبی کے معنی یہی ہیں مخبر غیب)

تو اہل بدعت کون ہیں؟ اس کو پہچانیئے۔ جدید عقیدے والے اہل بدع وزیغ وضلال۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام برحق نہ تھے اور اس لیے اس حدیث میں نقص نکالتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ تو یہ حدیث کیا؟ ساری صحاح ستہ اگر ان کے عقیدہ بدعیہ کے خلاف ہے تو وہ بھی صحیح نہیں۔ یہ حدیث مسلم میں لکھی گئی اور بخاری اور مسلم کی حدیثیں بھی اگر غیر معتبر ہیں تو:

''کجا ماند مسلمانی''

جبکہ محدثین میں یہ عام رواج ہے کہ معیار صحت کا مدار یہ ہے کہ لکھتے ہیں:

"صحيح على شرط بخارى و مسلم"

(**ترجمہ**) یعنی معیار بخاری ومسلم پر یہ حدیث صحیح ہے۔

کیونکہ شرط صحت امام بخاری و امام مسلم بہت سخت اور معیار بہت اونچا ہے جبکہ شیخ محدث دہلوی نے یہ لکھا ہے کہ اس حدیث کے متعدد طرق ہیں۔ متعدد اسناد سے روایت کی گئی ہے جو مرتبہ مشہور تک پہنچتی ہیں اور حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔

ایسی حدیث جو بخاری ومسلم نے روایت کی ہے اور جو متواتر ہے۔ مشہور ہے اس کی مخالفت کرنا اور اسے نا ماننا اور ''نٹوں'' جیسے کرتب دکھانا اہل بدعت وزیغ وضلال ہی کا کام ہے۔

یہ اہل بدعت وضلال وزیغ یہ بھی کہتے ہیں کہ:

''نبی غیب نہیں جانتے ہیں''

(ایسوں سے سوال یہ ہے کہ) تو اُن کو پھر (تم) نبی کیوں کہتے ہو؟ کیونکہ نبی ہے''نبأ'' سے اور''نبأ'' کے معنی ہیں خبر تو نبی کے معنی ہوئے خبیر۔تو کیا ہی خوب کہا ہے ایک ولی اللہ (مولوی معنوی (مولائے روم) نے ۔

من ز قرآں مغز را برداشتیم

استخواں پیش سگاں انداختیم

(ترجمہ) میں نے قرآن کا مغز لے لیا ہے،لُب لے لیا ہے کیونکہ ہم اولو الالباب ہیں جس کے معنی ہیں صاحب معانی ،صاحب مغز، صاحب بصیرت وفہم وفقہ۔اور ہڈیاں کتوں کے سامنے ڈال دی ہیں۔''

تو''کتا'' وہ ہے جو لفظ نبی پر تو ایمان لائے اور جو معنی مراد ہیں اس سے انکار کرے۔تو (مولائے روم کے اس شعر میں مولائے روم کی مراد کے مطابق)''لفظ بے معنی'' کی ہڈیاں کتے کھاتے ہیں اور مغز،لُب ،اولوالالباب (یعنی) صاحب معانی کے حصہ میں آتی ہیں۔

تو وہی منکر علم غیب نبی ہیں۔جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس حدیث کو تسلیم کرتے نہیں کیونکہ یہ حدیث ان کے عقیدے کی مؤیّد نہیں۔

تو اہل بدعت کا یہ معیار ہوا کہ جو اس کی نظر میں اس کے نظریہ کے موافق ہے وہی صحیح ہے۔وہ جو مخالف ہے اس کے نظریہ کے وہ غیر صحیح ہے۔اب مدار صحت وہ نہ رہا جو امام بخاری،امام مسلم کا تھا۔یہ نہیں سوچتے کہ اپنے عقیدے کی صحت ان احادیث صحاح پر جانچو۔اگر کوئی تخالف پاؤ تو جانو یہ عقیدہ ہی غلط ہے۔

تو اس حدیث کو اہل بدع وزیغ وضلال نے (دیو کی تجلی نے) غیر صحیح بتایا تو معیار وہی رہا کہ جو حدیث اس کے عقیدے کے مطابق وموافق نہیں ہے وہی غیر صحیح ہے۔یہ سمجھا کہ اپنا عقیدہ ہی غیر صحیح ہے۔یہ واضح ثبوت ہے اس کے اہل بدعت ہونے کا۔مخالف سلف ہونے کا کہ شیخ محدث دہلوی نے تو یہ لکھا تھا کہ اس حدیث کے متعدد طرق ہیں اور متعدد اسناد ہیں جس سے یہ مرتبہ شہرت پا چکی اور حد تواتر تک پہنچ کر متواتر اور مشہور ہو چکی ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ ایک حدیث ضعیف بھی متعدد طرق سے پائے صحت وقبول حاصل کرتی ہے۔متعدد طرق کا ہونا ہی اس کے ضعف کو ختم کر دیتا ہے۔متعدد طرق اور اسناد سے تقویت حدیث ضعیف ہوا کرتی ہے۔چہ جائے کہ وہ حدیث جو صحیح ہو اور اس کے ضعف کی کوئی وجہ نہ ہو۔مگر ضعیف الایمان کے ایمان کو کسی بات سے نہیں اور کسی حدیث صحیح سے بھی نہیں تقویت ملا کرتی۔مگر''تقویۃ الایمان'' کی کتاب سے۔یہی اس کا قرآن ہے۔یہی حدیث۔

ان کے پہلے اہل بدع وزیغ وضلال وہ لوگ ہیں جو خلفائے ثلاثہ کو اہل ایمان نہیں کہتے۔یہ حدیث اُن کا رد بھی کرتی ہے کہ خلیفہ رابع حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے تلوار پکڑی اور بزور شمشیر اپنا حق خلافت حاصل کیا جب حق ان تک پہنچا۔

وہ فاتح خیبر حیدر کرار تھے۔وہ تقیہ باز،روباہ صفت برادر شغال نہ تھے۔شیر حق تھے۔اہل سنت ان کو بھی جانتے ہیں خلفائے ثلاثہ کی اطاعت وبیعت کسی کمزوری کی بنا پر نہ تھی۔روباہی نہ تھی جیسا کہ اہل بدعت وزیغ وضلال کہتے ہیں:

''علی نے تقیہ کیا تھا اور اپنی ایک دختر (ام کلثوم) کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر دی تھی''۔

تو اہل سنت امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین کی یہ قدر کرتے ہیں کہ ان کو شیر حق مانتے ہیں جبکہ اہل بدع و زیغ وضلال اُنہیں مکار۔ تقیہ باز۔ برادر شغال مانتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر علی مرتضی رضی اللہ عنہ اُن خلفاء کے مقابل حق پر ہوتے تو بزور شمشیر اپنا حق حاصل کر لیتے جیسا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کیا کہ حدیث صحیح میں ہے:

''یہ میرا بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں باعث اتفاق ہوگا۔ (او کما قال)

حدیث میں تو رسول اللہ فرما رہے ہیں دونوں (حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ اور ان کے متبعین) کو مسلمان۔ یہ کافر کہنے والا کون ہے؟ کافر!

تو حدیث (مذکورہ بالا حضرت عمار سے متعلق) تو مشہور ہے اور متواتر ہے۔ اس کا خلاف تو مشہور اور متواتر کا خلاف ہے۔ تو اہل بدعت کی جرأت دیکھئے کہ مشہور اور متواتر کا خلاف کس اطمینان سے کر رہے ہیں؟

''ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند''

حدیث تو حدیث جو چیز مشہور، متواتر و متعارف ہے اسی کے مخالف ہیں۔ سنت جاریہ مشہورہ متواترہ کی مخالفت کس جرأت و ہمت سے ہو رہی ہے؟ صراط مستقیم سلف کو گمراہی کہتے ہیں!!! راہِ سلوک کو!!! مذہب سواد اعظم کو!!! جو سب مشہور ہے۔ متواتر ہے۔ کس چالاکی سے بدعت، شرک، گمراہی کہنے سے نہیں چوکتے!!!

الغرض جو مشہور ہے، متعارف ہے وہی سنت مسلمین ہے۔ سنت اہل سنت والجماعت ہے۔ اس کا خلاف کرنا دوزخ میں پڑنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حدیث ہے جس میں لکھا ہے:

"من سره براحة الجنة فيلزم الجماعة۔"

(**ترجمہ**) جس کو جنت کا عیش و آرام اچھا لگے تو وہ جماعت کا دامن نہ چھوڑے۔

جماعت جس سنت پر قائم ہے۔ جو عقیدۂ جماعت ہے۔ جو عملِ جماعت ہے اس سے سرِ مو انحراف نہ کرے۔ جو سنت و طریق و عقیدہ اور عمل جماعت کا ہو اسی پر قائم رہنا اہل سنت و جماعت کا کام ہے۔

"ومن شذّ شذّ فی النار"

(**ترجمہ**) جو جماعت سے علیحدہ ہوا وہ آگ میں گیا۔ (الحدیث)

ہم نے لکھا جماعت سے سرِ مو انحراف نہ کرے۔ تو (اس سلسلہ میں ایک) حدیث صحیح ہے:

''من فارق شبراً من الجماعة فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه''

(**ترجمہ**) جو بقدر ایک بالشت کے بھی متفرق (الگ) ہوا جماعت سے (اس کے عقیدے، اور عمل سے اور سنت سے اور طریقہ سے، راہ جماعت سے) پس بہ تحقیق اس نے اسلام کا حلقہ (پٹہ) اپنی گردن سے اتار دیا۔

شیطان، شیخ نجدی، دیو کا دھوکا بہت بڑا ہے کہ یہ جماعت اہل بدعت اپنی ہی جماعت کو جماعت سمجھتی ہے۔ یوں ہی ہر اہل بدعت شیعہ، قادیانی بہرے وغیرہم۔ تو اس میں اصل (معیار و کسوٹی) یہ ہے کہ اس کے پہلے جماعت کا کیا عقیدہ و عمل تھا؟ جو اس عقیدہ اور عمل پر قائم ہیں وہ غیر مبتدعین ہیں۔ انہوں نے جوں کا توں راہ

سلوک سلف سے اختلاف نہ کیا۔

تو معیار ہے کہ مثلاً شیخ عبدالحق محدث کی تصنیف پڑھے! اس میں کیا لکھا گیا ہے وہی حق ہے ۔وہی مذہب ہے ۔وہی راہ سلوک ہے۔وہی سنت جماعت حق ہے۔اس سے سرِ موانحراف کرنا باطل ہے۔

تو تصانیف پڑھوان کی جو اہل حق ہیں اور اہل بدعت سے بچو! اِس زمانے کے (گمراہ) مفسرین و مصنفین کی کتابیں نہ پڑھو ۔ ''ایاهم و ایاکم لا یفتنونکم ولا یضلو نکم''(الحدیث)

حضرت شیخ محقق عبدالحق دہلوی کی کتابیں پڑھو! دیکھو! وہ متقدمین وہ تونہیں جو اپنے زمانے میں جماعت سے شاذ (علیحدہ، تنہا، اکیلے) تھے۔

متقدمین کا اتباع کرو! لیکن ابوجہل اور ابولہب اور عبداللہ بن ابی کا اتباع نہ کرو بلکہ صدیق وفاروق کا اتباع کرو۔

''تقویۃ الایمان'' اور''کتاب التوحید'' نہ پڑھو! یہ آج کے زمانہ کی (گمراہ کن) تصانیف ہیں۔بدعت سے بھری ہوئی ہیں (عقیدۂ بدعیہ سے)۔

اگر سنت پر قائم رہنا ہے تو علمائے اہل سنت والجماعت متقدمین کی کتابیں پڑھیے! جیسے''مدارج النبوۃ''۔''شفاءشریف''۔ ''اشعۃ اللمعات''اور''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ''۔

جو علما اُس سنت پر قائم تھے ان کی کتابیں دیکھئے! مودودی سے بچیئے! اگرنہیں بچتے تو گمراہی یقینی ہے۔

ہم (مفسر اعظم ہند) نے گمراہی کے معنی ایسے متعین کردیئے ہیں۔بحمدللہ۔اگر وہ خیال میں رہیں تو آدمی کبھی بھی گمراہ نہ ہوگا۔

☆

اب ہم اس حدیث کا ذکر کرتے ہیں جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اتباع و پیروی کس کی کرنا چاہیئے ۔مختصراً اس حدیث کا ذکر کیا جاتا ہے:

وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال من کان مستنا فلیتسن بمن قدمات فان الحی لا تؤ من علیه الفتنه۔

(**ترجمہ**) فرمایا ہے عبداللہ ابن مسعود نے: جو راہ راست پر چلنا چاہے تو پیروی کرے ان کی جو مر گئے ہیں۔اس لیے کہ زندہ پر اندیشہ ہے کہ وہ فتنے میں پڑ جائے۔

تو مودودی کی کتابیں نہ پڑھو! کیونکہ وہ فتنۂ وہابیت میں پڑ گئے ہیں۔اِن کی پیروی نہ کرو بلکہ اُن کی پیروی کرو جو بغیر فتنوں میں پڑے اُن کا وصال ہوگیا۔یوں ہی اُن کی پیروی نہ کرو جو فتنوں میں پڑ گئے اور انہوں نے اختلاف کیا سلف سے۔

یہ (مندرجہ ذیل) دعا حفاظت ایمان کے لیے بہت نافع ہے:

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذهدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة۔ انك انت الوهاب ۔اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا۔وصل علی النبی الکریم واٰله و صحبه وبارك وسلم۔

(ماخوذ از ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ شعبان المکرّم ۱۳۸۳ھ/جنوری ۱۹۶۴ص ۷تا۱۰ج ۴شمارہ۔۱)

موریشس میں عرس خوشتر کی بہاریں

از۔ مفتی محمد آصف رضا منظری بریلوی، خطیب وامام سنی رضوی عیدگاہ مسجد پورٹ لوئس موریشس

علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی علیہ الرحمہ کا شمار اُن خوش بخت ہستیوں میں ہوتا ہے کہ جو اپنے عشق، محبت، وارفتگی اور عقیدت سے فنافی الشیخ کی اعلیٰ منزل کو بحسن وخوبی حاصل کر کے عوام وخواص کے قلوب واذہان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ وجاوید رہتے ہیں۔ اس کی نظیر ودلیل ہمیں سابقہ روایات کے مطابق منعقد ہونے والے امسال کے عرس خوشتر میں دیکھنے کو ملتی ہے۔آپ کے عرس سے تقریباً ایک ماہ پہلے پورے جزیرۂ موریشس میں عرس کی تیاریوں کو لے کر جگہ جگہ پروگرام واجلاس ہوتے ہیں، مختلف علاقوں میں میٹنگیس ہوتی ہیں۔

ہر سال کی طرح اس بار بھی ۱۳؍جنوری ۲۰۱۹ء کو حضور صاحب سجادہ خوشتر حضرت مولانا مسعود اظہر خوشتر صدیقی قادری کی آمد کے ساتھ ہی پورے جزیرۂ موریشس میں عرس خوشتر کی دھمک محسوس ہونے لگی۔ یوں تو پورے جزیرۂ موریشس میں علامہ خوشتر علیہ الرحمہ سے عقیدت ومحبت رکھنے والے حضرات نے اپنے اپنے گھروں پر، اپنی اپنی مسجدوں میں اور اپنے اپنے سینٹرز پر علامہ خوشتر کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے محافل اور پروگرام منعقد کیے تھے۔ ان تمام محفلوں، جشنوں اور پروگراموں میں راقم الحروف (محمد آصف منظری) حضور صاحب سجادہ کے ہمراہ رہا۔

۲۱؍جنوری ۲۰۱۹ء ایک اہم انٹرویو عرس کے حوالے سے موریشس MBC کے ذریعہ نشر کیا گیا جس میں حضرت صاحب سجادہ نے علامہ خوشتر کی حیات مبارکہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ علامہ خوشتر نے پورے ملک بلکہ جہاں جہاں آپ نے تبلیغی دورے کیے۔ عشق ومحبت کا پیغام وہاں عام کیا۔ ہر جگہ امن وآشتی کا میسیج پہنچایا۔ سنیت کو فروغ بخشا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو عام کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کا نام وکام گھر گھر پہنچانے کا زرّیں کارنامہ انجام دیا۔ آخر میں آپ نے MBC کے ذریعہ پورے جزیرۂ موریشس کے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو عرس رضا خوشتر میں تشریف لانے کی اور شرکت کرنے کی دعوت دی۔ اس کے بعد راقم الحروف نے قرآن کی ایک سورت تلاوت کر کے اُس کی مختصراً تفصیل بیان کی۔ بلبل عیدگاہ جناب شہزاد بھائی نے کلام خوشتر گنگنا کر لوگوں کو مسحور کیا۔ صلوٰۃ وسلام اور حضرت صاحب سجادہ کی دعا پر نشر ہونے والے اس انٹرویو کا اختتام ہوا۔

چونکہ علامہ ابراہیم خوشتر علیہ الرحمہ کے عرس کی آخری تقریب اور قل کی رسم کی انجام دہی ۱۷؍فروری ۲۰۱۹ء کو ہونا تھی۔ لہٰذا اس کی تیاریاں تقریباً ایک ماہ پہلے سے ہی زور وشور کے ساتھ شروع ہوگئی تھیں۔ کئی سال سے عرس خوشتر کا انداز یہ ہے کہ آستانۂ خوشتر پر عرس کی آخری رسومات اور قل شریف کی محفل کے انعقاد سے پہلے جزیرۂ موریشس کے شمال وجنوب اور مشرق ومغرب چاروں طرف اہم اہم مقامات اور اہم اہم جگہوں پر ماحول سازی کے لیے محفلوں کا

انعقاد کیا جاتا ہے اور ان تمام محفلوں میں صاحب سجادۂ آستانۂ خوشتر حضرت مولانا مسعود خوشتر صاحب نہایت اہتمام کے ساتھ بنفس نفیس تشریف لے جا کر شرکت فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جتنی محفلیں منعقد ہوئیں اُن کی اجمالی تفصیل یوں ہے۔

عرس خوشتر کی پہلی تقریب: یوں تو ۲۰ رجنوری سے مختلف علاقوں اور شہروں میں عرس خوشتر کی مختصر سی محفلوں کا انعقاد ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن باقاعدہ عظیم الشان انداز میں مؤرخہ ۱۴ رفروری بروز جمعرات کو علامہ خوشتر کی قائم کردہ ''قادریہ رضویہ سوسائٹی'' کے زیر انتظام عرس خوشتر کی پہلی تقریب ہوئی۔ یہ وہی خانقاہ ہے جس کو ۱۹۸۳ء میں جزیرۂ موریشس میں سب سے پہلی خانقاہ کی صورت میں ذکر واذکار اور تعلیم وتعلم کے لیے علامہ خوشتر نے قائم کیا تھا۔ الحمد للہ! علامہ خوشتر سے لے کر آج تک ذکر واذکار اور تعلیم سنیت کا سلسلہ اس خانقاہ شریف میں جاری وساری ہے۔ اسی خانقاہ میں عرس خوشتر کی تقریب کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ نماز عصر کے بعد صوفی غلام محی الدین صاحب ڈربن افریقہ نے تلاوت کلام پاک وحمد باری سے پروگرام کا آغاز کیا۔ بعدہ مقامی نعت خواں حضرات نے کلام اعلیٰ حضرت وکلام خوشتر سے سامعین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد تلمیذ علامہ خوشتر عالیجناب محترم حضرت مولانا محمد محمود صاحب (امام فرانس) نے علامہ خوشتر کی کرامات پر روشنی ڈالتے ہوئے عمدہ گفتگو فرمائی۔ فقیر راقم الحروف کی اقتداء میں نماز مغرب ادا کی گئی۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر مذکورہ خانقاہ قادریہ میں اس محفل کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ راقم الحروف نے عظمت اولیائے کرام کے عنوان پر خطاب کیا۔ اخیر میں صاحب سجادہ اور شہزادۂ خوشتر پیر طریقت حضرت مولانا محمد مسعود اظہر خوشتر صدیقی صاحب قبلہ مدظلہ نے علامہ خوشتر کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ علامہ خوشتر نے لوگوں کو اتحاد کا پیغام دیا اور ساتھ ہی ساتھ عوام الناس کو گناہوں سے بچنے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ حلقۂ ذکر اور صلوٰۃ وسلام نیز حضور صاحب سجادہ کی دعا پر اس روحانی محفل کا اختتام ہوا۔ بعدہ لنگر تقسیم ہوا۔ اس روحانی وعرفانی محفل میں دور دراز سے تشریف لائے علما، حفاظ، ائمہ، عوام وخواص اور خواتین نے پردے میں رہ کر شرکت فرمائی۔

دوسری تقریب: عرس خوشتر کی دوسری تقریب مؤرخہ ۱۵ رفروی ۲۰۱۹ء بروز جمعۃ المبارکہ بعد نماز عشا آستانہ خوشتر سے متصل ذکر منزل میں ہوئی۔ اس تقریب میں مزار مبارک اور تربت خوشتر کے غسل اور صندل پیش کرنے کی خانقاہی رسم ادا ہوئی۔ اس محفل میں کافی اہتمام کے ساتھ موریشس کی سنی عوام شرکت کرتی ہے۔ چنانچہ اس سال بھی عاشقان علامہ خوشتر نے تقریباً ایک مہینہ پہلے سے ہی اس خانقاہی، صوفیانہ اور روحانی وعرفانی تقریب کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ مزار مبارک اور ذکر منزل کو حسین وجمیل اور دلکش و دلربا ہفت رنگ قمقموں، خوبصورت فانوسوں اور گلاب کے پھولوں سے سجا دیا گیا تھا۔ نماز عشاء کے فوراً بعد ذکر منزل میں غسل وصندل شریف کی تمہید کے طور پر محفل کا آغاز ہوا۔ راقم الحروف نے تلاوت کلام پاک سے اس کا آغاز کیا۔ محترم یوسف صاحب، جناب مظفر صاحب اور حافظ علی نے کلام خوشتر اور کلام رضا سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ اس کے بعد تلمیذ علامہ خوشتر حضرت امام فرانس مولانا محمود صاحب نے پیر ومرید کے مابین جو روحانی رشتہ اور اٹوٹ تعلق ہوتا

ہے اس حوالہ سے بزرگانہ خطاب فرمایا۔ پاکستان سے تشریف لائے نعت خواں جناب حافظ عامر جنید صاحب نے نعت نبی پڑھ کر سامعین کے قلوب کو روشن و تابناک بنا دیا۔اس کے بعد فاضل نوجوان مولانا ذیشان رضا منظری نے علامہ خوشتر کی بارگاہ میں اپنے خطاب سے خراج عقیدت پیش فرمایا۔ان کے بعد صاحب سجادۂ آستانۂ خوشتر نے اولیائے کرام کے بلند و بالا مقام ومرتبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ علامہ خوشتر نے کبھی بھی اپنے بزرگوں کواوران کے احسانوں کوفراموش نہیں کیا۔ بریلی شریف کے مشائخ عظام اور بزرگان دین کا تو وہ ہمہ وقت چرچا کرتے ۔ایسا لگتا کہ یہی ان کا سب سے محبوب وظیفہ ہے۔خاص کر اعلیٰ حضرت کے ذکر وفکر کو عام کرنا وہ اپنی زندگی کا عظیم تر مقصد سمجھتے تھے۔تقریر کے بعد صاحب سجادۂ خوشتر منبر شریف سے ذکر تے ہوئے عاشقان علامہ خوشتر کے جلو میں مزار خوشتر تک پہنچے۔احاطہ خوشتر میں کلام رضا، کلام مفتی اعظم ہند اور کلام خوشتر پڑھا گیا۔مولانا ذیشان صاحب منظری خطیب و امام لاوینیئر مسجد نے قصیدۂ غوثیہ پڑھا۔اسی قصیدۂ غوثیہ کی برکتوں کے سایہ میں مزار پاک کے غسل اوراس پر صندل پیش کرنے کی روحانی رسم کی انجام دہی فرمائی گئی۔اس کے بعد عقیدتمندوں نے چادریں پیش کیں۔شجرہ شریف پڑھا گیا،صلوٰۃ وسلام ہوا اور شہزادۂ خوشتر مدظلہ کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔اپنی دعا میں حضرت نے دلگیر انداز اور نمناک آنکھوں سے عالم اسلام کی فلاح و بہبود اور سارے سنیوں کی خوشحالی اور ان کی جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے کافی دیر تک دعائیں کیں۔حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی سربراہ اعلیٰ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کی صحت وتوانائی، شفایابی اوران کی لمبی عمر کے لیے خاص طور پر دعا کی۔ راقم الحروف نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

عرس خوشتر کی آخری تقریب یعنی قل شریف: آج ۱۷ر فروری بروز اتوار ہے۔ بعد نماز فجر ہی سے عرس خوشتر کی آخری تقریب کا اہتمام ہونے لگا۔ جزیرۂ موریشس کے کونے کونے سے لوگ جوق در جوق آستانۂ خوشتر پر حاضر ہونے لگے۔صبح ۹ر بج کر ۳۰ر منٹ پر باضابطہ قل شریف کی محفل کا آغاز ہونا تھا۔آسمان پر اچانک کالی گھٹائیں چھانے لگیں اِدھر علامہ خوشتر کے فیضان کی بارش ہو رہی تھی تو دوسری طرف آسمان سے موسلا دھار انداز میں باران رحمت برس رہی تھی۔تیز اور موسلا دھار بارش ہونے کے باوجود عقیدتمندان علامہ خوشتر کی عقیدت اور جوش محبت میں سردی پیدا نہ ہو پائی۔عقیدت کا جوش وجنون ایسا کہ لوگ پانی میں شرابور آستانۂ خوشتر پر حاضر ہو رہے ہیں۔بارش کی وجہ سے آدھا گھنٹے تاخیر سے تقریباً ۱۰ر بجے قل شریف کی محفل کا آغاز ہوا۔نوجوان، بزرگ حضرات، بچے اور باپردہ خواتین جلسہ گاہ میں حاضر ہو چکے ہیں۔ پردہ نشین خواتین کے لیے مرد حضرات سے الگ دوسری منزل پر باپردہ نشست کا اہتمام کیا گیا تھا۔تلاوت قرآن مجید کے بعد حضور صاحب سجادہ کے حکم سے راقم نے نظامت کی کمان سنبھالتے ہوئے یکے بعد دیگرے علما، ائمہ، حفاظ اور نعت خواں حضرات کے ناموں کا اعلان شروع کیا۔کثیر تعداد میں مساجد کے ذمہ دار علماء، خطبا اور ائمہ موجود تھے۔ساؤتھ افریقہ کی سرزمین سے تشریف لائے آل رسول حضرت علامہ مولانا سید ارشد اقبال صاحب قبلہ اور بریلی شریف کی سرزمین

سے تشریف لائے جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مؤقر استاذ حضرت علامہ قاری عبدالرحمٰن خاں صاحب قبلہ قادری بھی زینت جشن بن کر تشریف فرما تھے۔مولانا سعید عطاری نے نعت و منقبت کے بعد عظمت اولیاء کے عنوان پر پُر مغز خطاب فرمایا۔مولانا غلام یزدانی صاحب نے فیضان خوشتر اور مولانا ندیم صاحب منظری نے فضیلت دُرود پاک کے عنوان پر پُر مغز خطاب فرمائے۔یہ تینوں ہی تقریریں اُردو زبان میں ہوئیں۔علامہ خوشتر کے شاگرد مولانا نقیب صاحب نے موریشس کی کیرول زبان میں تقریر کی۔اس کے بعد قاری امام علی صاحب نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔مفتی ریاض الحسن منظری، خطیب وامام مسجد حمایت الاسلام ریمپارٹ نے قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ کی روشنی میں ذکر واذکار کی برکتوں اور اعراس کی حقیقت و حقانیت کو اپنی تقریر کے ذریعہ واضح فرمایا۔موریشین زبان میں تلمیذ خوشتر مولانا نصر اللہ صاحب ،صوفی امام ناصر صاحب اور مولانا فضل رسول صاحب نے بہترین اصلاحی خطابات کے ذریعہ محفل میں ایک رنگ سا پیدا کر دیا۔آخری لمحوں میں استاذ محترم حضرت علامہ قاری عبدالرحمٰن خاں صاحب قادری مدظلہ نے اصلاح معاشرہ کے عنوان پر ایک پُر مغز خطاب فرمایا۔مفتی ذیشان رضا منظری نے علامہ خوشتر کے فضائل ومناقب بیان فرمائے۔ساؤتھ افریقہ کی سرزمین سے تشریف لائے مبلغ افریقہ آل رسول حضرت علامہ سید ارشد اقبال صاحب رضوی نے اختیارات اور تصرفات اولیاء کرام کے موضوع پر انگلش زبان میں ایک ایسا عمدہ اور دلنشیں خطاب فرمایا کہ سارے شرکائے بزم عوام وخواص عش عش اور واہ واہ کر اُٹھے۔فقیر راقم الحروف نے محسن قوم وملت فخر رضویت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی، سربراہ اعلیٰ آستانۂ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کا پیغام عقیدتمندان علامہ خوشتر کو پڑھ کر سنایا۔ سب سے اخیر میں نبیرۂ علامہ خوشتر، شہزادۂ مسعود ملت حضرت علامہ مولانا سعد میاں صاحب قادری رضوی، ولی عہد خانقاہ خوشتریہ مائک پر تشریف لائے۔آپ تقریباً ۴؍ سال کے بعد عرس میں شریک ہوئے۔تقریباً ۵ سال سے آپ سخت علیل چل رہے ہیں۔الحمدللہ! اب طبیعت میں کافی ہشاشیت وبشاشیت ہے۔مرض میں کافی افاقہ ہے۔ابھی بھی آپ برطانیہ میں زیر علاج ہیں۔اللہ تعالیٰ حضرت کو شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے۔آمین۔حضرت سعد میاں صاحب قبلہ کے رُخ زیبا کو ایک زمانے کے بعد دیکھ کر عقیدتمندوں میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑ گئی۔شاندار اور جاندار انداز میں عقیدتمندوں نے آپ کو خوش آمدید کہا۔موصوف مدظلہ نے بھی اپنے والدگرامی اور اپنے دادا حضرت علامہ خوشتر سے عقیدت رکھنے والوں کو مایوس نہ کیا۔انگلش زبان میں علامہ خوشتر کی حیات کے گوشوں پر مشتمل ایسا خطاب فرمایا کہ شرکائے بزم آسودہ ہو گئے۔ان کی روحانی طبیعتیں تروتازہ ہوگئیں۔ان کی عقیدتوں میں مزید جلا پیدا ہو گئی۔ وہ تقریر کیا کر رہے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ الفاظ ضرور اُن کے ہیں مگر ان الفاظ کے ضمن میں علامہ خوشتر کا علمی اور روحانی فیضان برس رہا ہے۔سامعین کی دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والا یہ ایک ایسا خطاب تھا کہ جس سے علامہ خوشتر کی پوری زندگی کا نقشہ لوگوں کے ذہن ودماغ میں کھچا چلا جا رہا تھا۔مجمع پر ایک روحانی کیفیت طاری تھی۔ایک سکوت تھا، ایک دلبستگی تھی۔غرض کہ آپ نے علامہ خوشتر علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کے گوشوں کو لوگوں کے سامنے اپنے

بہترین اور دلنشین انداز میں پیش کر کے عقیدتمندان خوشتر کو عرس کی بہترین سوغات عطا فرما دی۔خطاب کے آخر میں آپ نے علامہ خوشتر کا وہ کلام پیش فرمایا کہ جسے انہوں نے اعلیٰ حضرت کی شان میں لکھا تھا۔والہانہ انداز میں پڑھے گئے اس کلام کو سن کر پوری محفل پر روحانیت وعرفانیت کا ایک رنگ سا چڑھ گیا۔اس کلام کا آغاز آپ نے یوں فرمایا کہ ؎

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا
ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرا تیرا
نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا
کام اولیٰ ہے ترا اے شہ والا تیرا
کارِ تجدید ادا کرتا تھا خامہ تیرا
سر پہ باطل کے اٹھا کرتا تھا تیغا تیرا
کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا
غوث اعظم کو کیا والی و مولیٰ تیرا
تیرے اچھّے نے کیا ہے بڑا اچھا تیرا
پھر بھلا کیا کوئی بدخواہ کرے گا تیرا
نسبت آلِ رسول بھی عجب نسبت ہے
غوث تک لے گیا تجھ کو یہ وسیلہ تیرا
عمر کا تیرہواں سن ماہ دہم چار ہی دن
اسی مدت سے ہوا علم کا چرچا تیرا
اس صدی کا تو مجدد تو زمانے کا امام
اہل حق چلتے ہیں جس پر وہ ہے رستہ تیرا
تجھ کو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا
کون سا علم کہ جس میں نہیں حصہ تیرا
اس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا نہ سنا
غوث اعظم کی کرامت تھی سراپا تیرا
ہر جگہ منظَر اسلام نظر آتا ہے
تیرا گھر، کوچہ و بازار محلّہ تیرا
ترجمہ بن گیا قرآن کا کنزالایمان
حشر تک جاری یہ فیضان رہے گا تیرا
تیرے ایمان کا عنوان نبی کی الفت
عشق سرکارِ دو عالم تھا وظیفہ تیرا
مسلک حق کی ضمانت ہے تیرا نام رضا
شان تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا
مصطفیٰ کا، ترے خادم ترے حامد کا غلام
خوشتر بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

بعدہ ذکر واذ کار کرا کے عاشقوں اور علمائے کرام کے جلو میں حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا مسعود خوشتر صدیقی مدظلہ اور حضرت سعد میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم مزار خوشتر پر پہنچے۔صلوٰۃ و سلام ہوا۔حضرت سعد میاں صاحب اور حضرت صاحب سجادہ کی دعا پر یہ پروگرام کامیابی اور کامرانی کے ساتھ تکمیل کو پہنچا۔آپ نے پورے عالم اسلام کے سنیوں کی فلاح و بہبود اور امت مسلمہ کے عروج و ارتقاء کے لیے دعا فرمائی۔خاص طور پر صاحب سجادۂ آستانہ اعلیٰ حضرت،حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی کے لیے صحت وتوانائی کے ساتھ لمبی عمر کی دعا فرمائی۔اختتام جشن کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی۔بعد نماز ظہر سارے حضرات نے لنگر تناول فرمایا۔اللہ رب العزت فیضان خوشتر کو عام سے عام تر فرمائے اور آستانۂ خوشتر کو صدا منبع فیوض و برکات بنائے۔آمین

نعت و منقبت

نتیجۂ فکر۔ سفیر رضا حضرت علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی علیہ الرحمہ، موریشس

''ساری امت وہ سجدے میں بخشا گئے''

ان کے دربارِ اقدس میں ہم آ گئے
دونوں عالم کا مقصود، ہم پا گئے

چھوڑ احباب جب مجھ کو تنہا گئے
والیٔ امت کے ایسے میں خود آ گئے

نزع ہو، قبر ہو، پل ہو، میزان ہو
جب کہا یا محمد ﷺ وہیں آ گئے

نام آقا کا ہر بار لیتا گیا
قبر میں مجھ سے وہ پوچھ کیا کیا گئے

زندگی کے تقاضوں کو کیا دیکھتے
ہم نے مانا وہی تم جو فرما گئے

جشن میلاد آقا نہ پوچھ نشین
دھوم دونوں جہاں میں ہے وہ آ گئے

معصیت دھل گئی، رب کو پیار آ گیا
چند آنسو ندامت کے کام آ گئے

عظمت ''ارفع رأسک'' کا کیا پوچھنا
ساری امت وہ سجدے میں بخشا گئے

خوش ہو خوشتر اگرچہ تو بدتر سہی
''بد ہیں میرے'' وہ ارشاد فرما گئے

(۲۷؍ربیع الاول ۱۳۸۵ھ
۲۷؍جولائی ۱۹۶۵ء بمقام موریشس)

''صحابی تھا ہر اک چھوٹا بڑا صدیق اکبر کا''

تعالیٰ اللہ کیا ہے مرتبہ صدیق اکبر کا
کہ ہے محبوب، محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

محبت میں شہِ کونین کی سب کچھ لٹا ڈالا
یہ کیا ایثار تھا شانِ خدا صدیق اکبر کا

ہے آیت ''اذھما فی الغار'' میں یہ شان یہ رتبہ
ہے یار غار محبوب خدا صدیق اکبر کا

دیا سب کچھ خدا کی راہ میں قرآن تو دیکھو
ہے اعطی واتقیٰ کس کا صلہ صدیق اکبر کا

دم آخر ہو مرقد ہو سرِ میزان یا پل ہو
مجھے ہر آن ہوگا آسرا صدیقِ اکبر کا

مقامِ درجۂ قرب نبوت ان کو حاصل تھا
جو اندیشہ نبی کا تھا، وہ تھا صدیق اکبر کا

رفاقت اور حفاظت ہی متاعِ دین تھی ان کی
یہی ہر ہر گھڑی تھا مشغلہ صدیق اکبر کا

تحفظ اور کتاب اللہ کا اس طرح فرمایا
علینا جمعہ شاہد ہوا صدیق اکبر کا

شرف حاصل تھا دیدار نبی کا چار نسلوں کو
''صحابی تھا ہر اک چھوٹا بڑا صدیق اکبر کا''

صداقت کیا عدالت کیا سخاوت کیا شجاعت کیا
نبوت کے سوا ہر وصف تھا صدیقِ اکبر کا

غلام حضرت صدیق یہ خوشتر ہے صدیقی
مرے ہاتھوں میں بھی ہے سلسلہ صدیقِ اکبر کا

پہلی قسط

اَلصَّوَارِمُ الْھِنْدِیَّۃ۔ایک تجزیاتی مطالعہ

از: علامہ یٰسین اختر مصباحی، دارالقلم، دہلی

متحدہ ہندوستان کی ''وہابیت'' کا اصل چہرہ ''غیر مقلدیت'' ہے۔جس کی روح ''نجدی وہابیت'' ہے۔اسی ''غیر مقلدیت'' کے بطن سے، ہندوستانی ''نیچریت'' کا جنم ہوا۔

چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد (متوفی ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) اپنے والد، مولانا خیرالدین دہلوی (وصال ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) تلمیذ مفتی صدرالدین آزردہ، دہلوی وعلامہ فضل حق خیرآبادی کے حوالے سے کہا کرتے تھے کہ اُن کے والد ماجد کے بقول: ''گم راہی کی موجودہ ترتیب، یوں ہے: پہلے وہابیت پھر نیچریت۔نیچریت کی تیسری منزل، جوالحادقطعی ہے، اس کا ذکر وہ نہیں کرتے تھے۔اس لئے کہ وہ نیچریت ہی کوالحادقطعی سمجھتے تھے۔لیکن میں یہ تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ: تیسری منزل الحاد ہے۔اورٹھیک، مجھے یہی پیش آیا۔سرسید مرحوم کوبھی پہلی منزل، وہابیت ہی کی پیش آئی تھی۔''

''(ص ۳۵۹۔آزاد کی کہانی ، آزاد کی زبانی۔مرتبہ عبدالرزاق ملیح آبادی۔مکتبہ اشاعت القرآن دہلی۔باردوم نومبر ۱۹۶۵ء)

''آپ بیتی'' بیان کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد کہتے ہیں:

''میں نے سرسید سے بڑی چیز جواس وقت پائی تھی وہ یہی تقلید تھی۔مفسرین کی، فقہاء کی، محدثین کی، متکلمین کی، تمام علماء کی، تیرہ سو برس کے تمام اجتماعی عقائد ومسلمات کی ، اوران کروڑوں اوران گِنت مسلمانوں کی، جوتیرہ صدیوں میں گزر چکے ہیں۔تاہم، میں، خود، سرسید کا نہ صرف مقلد اعمیٰ تھا بلکہ،تقلید کے نام سے ، ان کی پرستش کرتا تھا''۔

''(ص ۳۶۲۔آزاد کی کہانی ، آزاد کی زبانی۔مرتبہ عبدالرزاق ملیح آبادی۔مکتبہ اشاعت القرآن دہلی۔باردوم نومبر ۱۹۶۵ء)

مُتحدہ ہندوستان کی مذہبی تاریخ کا ایک عجیب المیہ، یہ بھی ہے کہ خطۂ نجد کی، نوخیز وہابیت نے ، دہلی کے بعد، تیرہویں صدی ہجری وانیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں، سہارنپور کو، سب سے زیادہ، متاثر ومسموم کیا اوراس کی متعدد آبادیوں ''نانوتہ''و''گنگوہ''و''انبیٹھ''و''تھانہ بھون''اور''دیوبند''کوخصوصیت کے ساتھ اپنا شکار بنایا۔جس کا ایک نمونہ درج ذیل ہے:

مولانا محمد قاسم نانوتوی، سہارنپوری (متوفی ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) نے ایک استفتاء کے جواب میں ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۲ء میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے:'' تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس''۔

اس تحذیرالناس کوسب سے پہلے مولانا محمداحسن نانوتوی سہارنپوری (متوفی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) نے اپنے مطبع صدیقی بریلی (روہیلکھنڈ) سے شائع کیا۔خطۂ روہیلکھنڈ اس کا سب سے بڑا میدان کارزار بنا۔اوراس کے دو بڑے شہر بریلی وبدایوں میں اس کے خلاف بڑی شورش ہوئی۔بریلی میں حضرت مولانا نقی علی بریلوی

علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) اور بدایوں میں مولانا عبدالقادر عثمانی قادری بدایونی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) نے ''تحذیرالناس'' کے خلاف جاری تحریک اور مہم کی قیادت فرمائی۔

''تحذیرالناس'' میں صاف وصریح الفاظ میں لکھا گیا ہے کہ:

☆ خاتم النبیین بمعنیٰ آخر النبیین، یہ عوام کا خیال ہے۔

☆ نیز یہ کہ اگر عہد رسالت میں یا بعد زمانہ نبوی کسی نئے نبی کی بعثت ہوجاتی یا ہوجائے تو اس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیوں کہ آپ نبی بالذات ہیں اور دیگر انبیاء نبی بالعرض۔ اور نبی بالذات کے لئے تقدم وتاخر زمانی کوئی قابل لحاظ چیز نہیں۔

محبّ رسول تاج الفحول مولانا عبد القادر عثمانی قادری برکاتی بدایونی (متوفی ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) اور غیر مقلد عالم مولانا امیر احمد سہسوانی (متوفی ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء) بن مولوی امیر حسن سہسوانی (متوفی ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء) کے درمیان مسئلہ امکانِ کذب باری تعالیٰ و امکان نظیر محمدی پر ۳۰/ جمادی الآخرہ ۱۲۸۸ھ / ۱۶/ ستمبر ۱۸۷۱ء میں شیخو پور بدایوں میں مناظرہ ہو چکا تھا۔

تفصیلات، ''مناظرۂ احمدیہ'' مولفہ مولانا نذیر احمد سہسوانی (غیر مقلد) مطبوعہ مطبع شعلۂ طور، کانپور ۱۲۸۹ھ / ۱۲۷۲ء۔ و''افادات ترابیہ'' مطبوعہ میرٹھ از مولانا تراب علی (غیر مقلد) تلمیذ مولانا امیر حسن سہسوانی (غیر مقلد) میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں۔ اور''افادات صمدیہ'' مطبوعہ آگرہ ۱۲۸۹ھ۔ از حافظ بخاری، حضرت مولانا سید شاہ عبدالصمد چشتی، سہسوانی ثم پھپھوندوی میں مسطور ومذکور ہیں۔

۱۲۸۰ھ و ۱۲۸۴ھ کے درمیانی عرصے میں مولانا نذیر حسین بہاری دہلوی (متوفی رجب ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء) نے اثر ابن عباس کو بنیاد بنا کر امکان نظیر محمدی، ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ (ص ۴۔ افادات صمدیہ از حافظ بخاری سید عبدالصمد چشتی سہسوانی مطبع الٰہی آگرہ۔ ۱۲۸۹ھ)

''افادات ترابیہ'' میں اثر ابن عباس کا سہارا لیتے ہوئے دعویٰ کیا گیا کہ:

''رسول اکرم ﷺ کے چھ امثال (ہم شکل وہم مثل) بالفعل موجود و متحقق ہیں''۔

اس ''افادات ترابیہ'' کے اصل مصنف مولانا امیر حسن سہسوانی شاگرد مولانا نذیر حسین بہاری، دہلوی ہیں مگر اُن کے ایک شاگرد مولانا تراب علی (غیر مقلد) کے نام سے ۱۲۸۹ھ / میں میرٹھ سے اس کی طباعت واشاعت ہوئی۔

مولانا امیر احمد سہسوانی ومولانا نذیر احمد سہسوانی یہ دونوں غیر مقلد علما مولانا محمد احسن نانوتوی، سہارنپوری (متوفی ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴) کے صحبت یافتہ تھے۔ یہ لوگ اثر ابن عباس کو دلیل بنا کر مختلف طبقات ارض میں آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ علیھم السلام اور حضرت محمد ﷺ کی طرح دیگر انبیاء مانتے تھے۔ اور یہ اس لئے تھا کہ: ''حضور ﷺ کی نظیر ممکن ہی نہیں بلکہ اس کا وُقوع بھی، ثابت ہوسکتی ہے''۔

اب انہیں (وہابیوں اور دیوبندیوں کو) اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جس نظیر محمدی ومثیل خاتم النبیین کو پہلے محض ممکن مانا گیا تھا، وہ ممکن اب علمائے سہسوان یعنی ایک بڑے طائفہ وہابیہ نے واقع بھی مان لیا۔ فالیٰ اللہ المشتکیٰ۔

بات بات پر صحیح حدیث کا مطالبہ کرنے والے، اس طائفہ وہابیہ کو ایسے اہم اور بنیادی اعتقادی مسئلہ میں کسی حدیث حسن کی بھی

ضرورت محسوس نہیں ہوئی؟ بس ایک اثر شاذ پر اکتفا کرلیا گیا؟ آخر اس کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟

اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے کہ جمہور اہل اسلام کے عقیدۂ ختم نبوت کی بنیاد (امتناع نظیر محمدی) کو منہدم کرتے ہوئے اپنے بعض پیشواؤں کی شوشہ بازی کو سہارا دینا اور ان کی ناک اونچی رکھنا ہے۔ اسلام وایمان اور اہل اسلام وایمان کا جو بھی حشر ہو اس سے انہیں نہ کوئی مطلب ہے اور نہ ہی اس کی کوئی پروا۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

پروفیسر محمد ایوب قادری (کراچی) لکھتے ہیں:

''یہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلہ میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن نانوتوی کی بڑی شدومد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت، مولانا نقی علی خاں کررہے تھے۔ اور بدایوں میں مولانا عبد القادر بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔''

(ص ۹۴۔ ''مولانا محمد احسن نانوتوی'' مرتبہ پروفیسر محمد ایوب قادری مکتبہ عثمانیہ کراچی ۱۹۶۶ء)

مولانا عبد الحق، خیر آبادی، مولانا سید حسین شاہ محدث رام پوری، ومولانا عبد العلی، رام پوری ومفتی نور النبی رام پوری ودیگر علمائے اہل سنت نے ''فتنۂ مثل وامکان نظیر محمدی'' کے خیال کو نص قرآنی کے معارض عقیدۂ فاسدہ قرار دیا۔

حضرت مفتی ارشاد حسین مجددی رامپوری (متوفی ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء) نے لکھا کہ:

''اس پر عقیدہ رکھنا، اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے''۔ ''خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین حضور ﷺ ہی ہیں''

(ص ۲۶۔ ''تنبیہ الجھال بالھام الباسط المتعال'' مطبوعہ بہارستان کشمیر لکھنؤ)

آیت ختم نبوت اور اور متعدد احادیث ختم نبوت کو سامنے رکھ کر ادنیٰ تامل کے بعد ہی واضح ہوجاتا ہے کہ: ''خاتم النبیین'' بمعنی آخر النبیین ہی ہے۔ اور اس میں تاخر زمانی ہی مراد ہے۔ مثلاً: آیت کریمہ ہے: وَلٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور حدیث نبوی ہے: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ابواب الفتن۔ جامع ترمذی)

(حدیث سے) صاف واضح ہے کہ: میرا آخری نبی ہونا قطع سلسلۂ نبوت کا الٰہی فرمان ہے۔

''تنبیہ الجھال'' میں اس مسئلہ وقضیہ کی دیگر تفصیلات، جمع کردی گئی ہیں۔ اس کے مرتب مولانا حافظ بخش آنولوی ثم بدایونی (ولادت ۱۲۵۶ھ/ ۱۸۴۸ء۔ وصال جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء۔ مدفون بدایوں) تلمیذ علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی ومولانا عبد القادر عثمانی بدایونی ومولانا نور احمد عثمانی بدایونی ہیں۔ جنہوں نے اسے ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۳ء میں تحریر کیا۔ مطبوعہ مطبع بہارستان کشمیر۔ لکھنؤ۔

نظیر محمدی، ختم نبوت، اثر ابن عباس کی بحث، طول پکڑتی گئی اور اسی موضوع سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مولانا محمد قاسم نانوتوی (متولد ۱۲۴۸ھ۔ متوفی ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) نے ''تحذیر الناس عن انکار اثرا ابن عباس'' کے نام سے ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۲ء

میں ایک کتاب لکھی۔ جسے مولانا محمد احسن نانوتوی (متوفی ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء) نے اپنے ''مطبع صدیقی بریلی'' سے طبع کیا۔

قارئین کے لئے یہ انکشاف، باعث حیرت نہیں ہوگا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی (متوفی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء کے تعارف میں حلقۂ دیوبند ہی کے ایک مؤرخ اور تحریک بالاکوٹ کے موید وحامی مصنف ومورخ ہ پروفیسر محمد ایوب قادری (کراچی۔ متوفی نومبر ۱۹۸۳ء) لکھتے ہیں:

''۲۲رمئی ۱۸۵۷ء کونماز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن صاحب نے بریلی کی ''نومحلّہ مسجد'' میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا، خلاف قانون ہے۔ ایک انگریز مورخ نے لکھا ہے کہ مولانا نے مسجد میں تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا، خلاف شرع ہے۔ اس تقریر نے بریلی میں آگ لگادی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن نانوتوی کے خلاف ہوگئے۔ اگر کوتوال شہر ''شیخ بدرالدین'' کی فہمائش پر مولانا بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔''

(ص ۵۰ ص ۵۱۔ ''مولانا محمد احسن نانوتوی مولفہ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء)

مشہور دیوبندی عالم مولانا خالد محمود (مانچسٹر۔ انگلینڈ) لکھتے ہیں:

''مولانا محمد احسن، نانوتوی، حضرت محمد قاسم نانوتوی کے ہم جد تھے۔ آپ نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' اپنے مطبع (مطبع صدیقی بریلی) سے شائع کی تھی۔ اس میں بطور مستفتی مولانا محمد احسن نانوتوی کا نام درج ہے۔۔۔۔۔۱۸۵۰ء میں بریلی کالج قائم ہوا۔ اور مولانا محمد احسن نانوتوی اس کے شعبۂ فارسی کے صدر مقرر ہوئے۔ اور جب شعبۂ عربی قائم ہوا تو اس کے بھی صدر آپ ہی بنائے گئے۔'' (ص ۱۸۔ مطالعہ بریلویت، حصہ چہارم۔ از مولانا خالد محمود۔ مطبوعہ حافظی بک ڈپو دیوبند)

استفتا اور اس کے جواب بنام ''تحذیر الناس'' کا عقدہ مندرجہ ذیل تحریر سے کھلتا ہوا نظر آتا ہے کہ شاید مستفتی اور مجیب کی گفتگو کے نتیجہ میں ہی ''تحذیر الناس'' کی تالیف ہوئی۔ اور جواب بھی شاید پہلے سے طے شدہ تھا۔ کیوں کہ مستفتی اسی خیال کے پیشگی حامل تھے جسے ''تحذیر الناس'' میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سائل و مجیب دونوں ہی نانوتہ ضلع سہارن پور کے باشندے اور ہم جد بھی تھے۔ اور اس استفتا سے پہلے ہی ان کے خیالات ظاہر بھی ہو چکے تھے۔ چنانچہ مولانا محمد حنیف گنگوہی قاسمی لکھتے ہیں:

''۔۔۔۔۔۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۱ء میں شیخوپور ضلع بدایوں میں مسئلہ امکان و امتناع نظیر پر مولوی عبد القادر بدایونی اور امیر احمد سہسوانی کے درمیان ایک مناظرہ منعقد ہوا۔ سہسوانی نے ہر دو فریق کے مفصل حالات وتحریرات پر مشتمل ایک کتاب ''مناظرۂ احمدیہ'' کے نام سے طبع کرادی۔ تحریرات مناظرہ میں، اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ "اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ سبعَ اَرْضِینَ فِی کُلِّ اَرْضٍ، آدم کآدَمِکُم و نُوْحٌ کَنُوْحِکُم۔ اہ بھی زیر بحث آیا۔ سہسوانی نے آخر کتاب میں ایک جملہ یہ بھی لکھ دیا کہ ''مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی بھی اسی کے معتقد ہیں۔ اور اسی مضمون پر ان کی مہر ثبت ہے۔ اور اسی کے اور علمائے دین قائل اور معتقد ہیں۔''

(ص ۳۶۵۔ ظفر المحصلین باحوال المصنفین۔ مولفہ مولانا محمد حنیف گنگوہی قاسمی حنیف بک ڈپو دیوبند ضلع سہارنپور)

(باقی آئندہ)

ہماری ڈاک/مراسلات

(ادارہ)

۱۱/واں عرس مظہر العلماء

رپورٹ۔ نبیرۂ مظہر العلماء مولانا مفتی محمد قمر رضا برکاتی منظری، مظہری اسٹریٹ محلّہ ناگران بدایوں شریف۔

گیارہویں عرس مظہر العلماء علیہ الرحمہ کے موقع پر مدرسہ برکاتیہ رضویہ کا گیارہواں سالانہ اجلاس ’’فیضان قرآن کانفرنس و جشن دستار حفظ‘‘ کا انعقاد بدایوں شریف میں مؤرخہ ۱،۲ مارچ ۲۰۱۹ء بروز جمعہ اور سنیچر کو انتہائی تزک احتشام کے ساتھ ہوا۔ یکم مارچ بروز جمعہ کو بعد نماز فجر قرآن خوانی سے گیارہویں عرس مظہر العلماء کا آغاز ہوا۔ بعد عصر جلوس چادر شریف بعد مغرب مظہر حق وصداقت مظہر العلما حضرت علامہ مفتی محمد مظہر حسن قادری برکاتی منظری بدایونی کے پیرومرشد عمدۃ العارفین سراج السالکین تاج العلماء حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد میاں قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ کے ۶۵/ویں قل کی فاتحہ ۸:۵۵ پر ہوئی۔ بعد نماز عشاء ’’فیضان قرآن کانفرنس وجشن دستار حفظ‘‘ کا انعقاد ہوا۔ کانفرنس کی سرپرستی و قیادت گل گلزار رضویت نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ حضور سبحانی میاں حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا خاں صاحب قبلہ، سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف نے اور صدارت عالم باعمل حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلی شریف نے فرمائی جبکہ نظامت کے فرائض نقیب اہل سنت مولانا ناظم رضا مظہری بریلوی نے انجام دیئے۔ جماعت اہل سنت کے مشہور ومعروف خطبا نے اس کانفرنس میں تقریریں کیں۔ تقریباً ۱۲/بجے حضرت علامہ حضور احسن رضا خاں صاحب کے دست مبارک سے مدرسہ برکاتیہ رضویہ کے طلبہ کے سروں پر دستار حفظ باندھی گئی۔ ۶/طلبہ کی دستار بندی ہوئی اور شاعر اسلام جناب محترم اعظم صاحب تحسینی اور قاری نوشاد عالم صاحب فروخ آبادی اور سلمان رضا بریلوی نے بہترین کلام پیش کئے۔ کانفرنس کے آخر میں صلوٰۃ وسلام پڑھا گیا اور حضور احسن رضا خاں صاحب، صاحب سجادۂ آستانۂ اعلیٰ حضرت نے ملک وملت کی سلامتی کی دعا فرمائی اور کانفرنس کا اختتام ہوا۔ ۲/مارچ ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ صبح ۹/بجے مظہر العلماء علیہ الرحمہ کے گیارہویں عرس کے قل کی محفل کا آغاز اللہ کے مقدس کلام سے نبیرۂ مظہر العلماء حضرت علامہ مفتی محمد قمر رضا منظری نے فرمایا جس میں نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوا۔ اس گیارہویں عرس مظہر العلماء کی سرپرستی حضرت مولانا محمد سالم میاں صاحب قبلہ رضوی، خلیفۂ حضور مظہر العلماء نے اور صدارت استاذ الشعراء جناب محترم محمد نفیس صاحب قادری بدایونی نے فرمائی۔ اس نعتیہ مشاعرہ میں باہر سے آئے شاعر اسلام جناب محترم فاروق صاحب مدناپوری اور بدایوں شریف کے مشہور ومعروف شعرا نے شرکت کی۔ پھر مولانا ڈاکٹر یٰسین علی عثمانی بدایونی، مولانا حافظ شان رضا اوجھانی اور نبیرۂ مظہر العلماء مفتی قمر رضا منظری نے خطاب فرما کر صاحب عرس کی زندگی اور ان کی دینی ومسلکی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا۔ جانشین مظہر العلماء مولانا محمد صفدر حسن نوری نے ملک اور قوم کی سلامتی کے لیے دعا کی اور آخر میں ناظم عرس و ناظم اعلیٰ مدرسہ برکاتیہ رضویہ خلیفۂ حضور سبحانی میاں صاحب قبلہ، مولانا محمد منظر حسن نوری ضلع صدر آل انڈیا تحریک تحفظ سنیت نے انتظامیہ اور پولیس اہلکاروں اور تمامی زائرین عرس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ بعد میں لنگر تقسیم کیا گیا۔

پارلیمانی انتخاب ۲۰۱۹ء میں اگر مسلمانوں نے اپنے ووٹ تقسیم کر دیے تو ہندوستان میں میانمار (برما) جیسے حالات بن سکتے ہیں (سبحانی میاں)

"ہندوستان میں قوم مسلم کے خلاف ابلتا نفرت کا لاوا" سرزمین ہندوستان اسلام کی لازوال نعمتوں اور برکتوں سے مستفیض و سرشار ہونے سے پہلے مختلف انداز کے تعصب و تنگ نظری، نفرت و دشمنی اور برادری و قوم پرستی جیسی لعنت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ ہندوستانی معاشرہ مختلف طبقات میں منقسم تھا۔ اعلیٰ و ادنیٰ، حقیر و ذلیل اور سرمایہ دار و غیر سرمایہ دار تقسیم نے ہندوستانی باشندوں کو ایک دوسرے سے بہت دور کر رکھا تھا۔ معاشرے کی اس طبقاتی کشمکش نے ہندوستانی نظام کی چولیں ہلا رکھی تھیں۔ معاشرتی نظام انسانیت کی سرحدوں سے نکل کر حیوانیت کے جنگل میں داخل ہو چکا تھا۔ ایسے حالات میں یہ سرزمین ہند جب اسلام کے آفاقی نظام اور بے مثال عدل و انصاف کے اصولوں سے آشنا ہوئی تو ہندوستانی لوگ مذہب اسلام کے دامن رحمت کی طرف کشاں کشاں آنے لگے۔ بے شمار افراد نے مذہب اسلام کی دعوت کو قبول کیا۔ دین اسلام اور اس کے اصولوں کو بخوشی تسلیم کیا۔ مذہب اسلام میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے اسلام کی بھی پاسبانی کی اور سرزمین ہندوستان کی بھی حفاظت و پاسبانی کے فرائض انجام دیے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان کا ہر خطہ اسلام اور مسلمانوں کے بے مثال اخلاق و آداب اور عدل و انصاف سے متاثر ہو کر اس خدائی نظام کا دلدادہ اور شیفتہ بنتا چلا گیا۔ سرزمین ہند امن و امان کا گہوارہ بن گئی۔ دنیا کے بے شمار ممالک سے لوگ ہجرت کر کے سرزمین ہند کا رخ کر رہے تھے۔ یہی وہ دور ہے کہ جب دنیا کے بے شمار خطوں سے صوفیائے کرام ہندوستان تشریف لائے اور انہوں نے یہاں صوفیانہ اور خانقاہی نظام کی داغ بیل ڈالی۔ ایک طرف مسلم حکمراں جہاں بانی کے فرائض انجام دیتے تو دوسری طرف یہ صوفیائے کرام یہاں افراد سازی اور انسان سازی کے زریں کارنامے انجام دیتے۔ لیکن برا ہو انگریزوں کی شاطرانہ چالوں کا کہ انہوں نے اپنے منحوس قدموں سے امن و امان سے پُر اس ماحول کو گندا شروع کر دیا۔ ہندوستان کو "سونے کی چڑیا" کے روپ میں دیکھنے والی انگریز قوم نے اپنے قدم جمانے کے لئے ہندوستان کو صدیوں پرانے عداوت و دشمنی اور بھید بھاؤ والے ماحول کی طرف پھر سے دھکیلنا شروع کر دیا۔ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت کہیں مذہبی تعصب کو ہوا دی تو کہیں رنگ و نسل کو۔ کہیں قوم پرستی کی آگ لگائی تو کہیں داخلی و خارجی کا شوشہ چھوڑا۔ اس طرح ہندوستانیوں کو آپس ہی میں ایک دوسرے سے دست و گریباں کر کے انہوں نے اپنا الو سیدھا کیا۔ اپنی حکومت کی بقا اور اس کے دوام کے لئے اس شاطر قوم نے کبھی ہندوؤں کو مسلمانوں سے لڑایا تو کبھی مسلمانوں کو سکھوں سے۔ نفرت و عداوت کی اس آگ کو بھڑکانے اور اسے شعلہ زن رکھنے کے لئے ہندوؤں میں انہوں نے آر۔ ایس۔ ایس والی بھگوا ذہنیت کو فروغ دیا تو مسلمانوں میں وہابیت و دیوبندیت جیسی لعنت کو رواج دیا۔ تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، حفظ الایمان اور براہین قاطعہ جیسی متعدد کتابیں لکھوا کر ہندوستانی مسلمانوں کو ایک دوسرے سے بھڑا دیا۔ انگریزوں کی لگائی یہ آگ آج تک سرد نہ ہو سکی۔ فرنگیوں نے تعصب و نفرت کی جو آگ لگائی تھی اس کے شعلے آہستہ آہستہ بھڑکنے لگے اور اب بڑھتے بڑھتے شعلۂ جوالہ بن گئے۔ تقسیم ہند نے اس آگ میں گھی کا کام کیا۔ ہندوستان کے منقسم ہو جانے کے بعد یہاں کے حالات تیزی کے ساتھ تبدیل ہونے لگے۔ ہندوستان کے ہر خطے میں منصوبہ بند طریقے سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کا بیج بویا جانے لگا۔ کبھی انہیں دیش دروہی کہہ کر پکارا جاتا تو کبھی پاکستان نواز ہونے کا ان پر الزام لگایا جاتا۔ کبھی انہیں غدار وطن قرار دیا جاتا تو کبھی انہیں ہندوستان مخالف بنا کر پیش کیا جاتا۔ ہندوؤں کی نوجوان نسل کے اندر مسلمانوں کے خلاف نفرت کا ایسا زہر بھر دیا گیا کہ اب انہیں ہر ہندوستانی مسلمان دہشت گرد اور غدار وطن دکھائی دیتا ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی شبیہ ان کے سامنے اس طرح مسخ کر کے پیش کر دی گئی ہے کہ یہ آج ہر ہندی مسلمان کو پاکستان پرست جانتے اور سمجھتے ہیں۔ ہر داڑھی ٹوپی والے کو قابل نفرت سمجھنا اپنا فرض جانتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف تعصب و عداوت کا یہ جنون اب اس قدر بڑھ چکا ہے کہ ان کا کوئی بھی جلوس ہو مگر نعرے یہ مسلمانوں کو مشتعل کرنے والے ہی لگاتے ہیں۔ اس وقت ملک کے اندرونی حالات کافی تشویش ناک ہیں۔ نفرت و عداوت کے جنون کا جو "لاوا" اندر ہی اندر پک رہا ہے وہ کب آتش فشاں پہاڑ کی شکل اختیار کر لے کہا نہیں جا سکتا۔ اس جنونی کیفیت کو ختم کرنے کے لئے اگر بروقت موثر اقدامات نہ کئے گئے تو ملکی باشندوں خاص کر مسلمانوں کو مستقبل قریب میں زبردست جانی و مالی خسارے سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ قوم مسلم کے تعلق سے ہندوؤں میں پیدا ہو چکی اس نفرت کے خاتمہ کے لئے سارے لوگ خاص کر اہل خانقاہ میدان عمل میں آ کر مخلصانہ کوششیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہندوستانی مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

۔ فقیر قادری محمد سبحان رضا خان "سبحانی" غفرلہ

Monthly "Aala Hazrat" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P/BR-175/2018-20
PUBLISHING DATE : 14th
POSTING DATE : 18th
PAGES : 64 PAGE WITH COVER WEIGHT : 80 GRM

₹ 30/-
Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian)
Mayl 2019
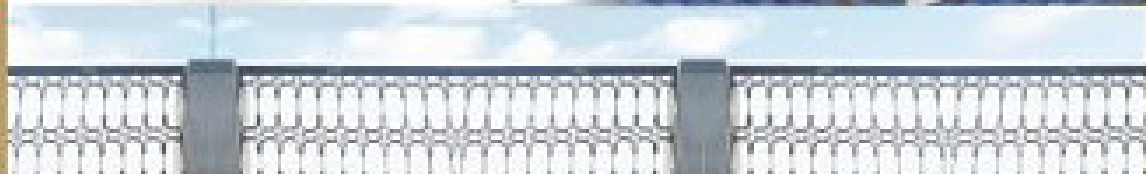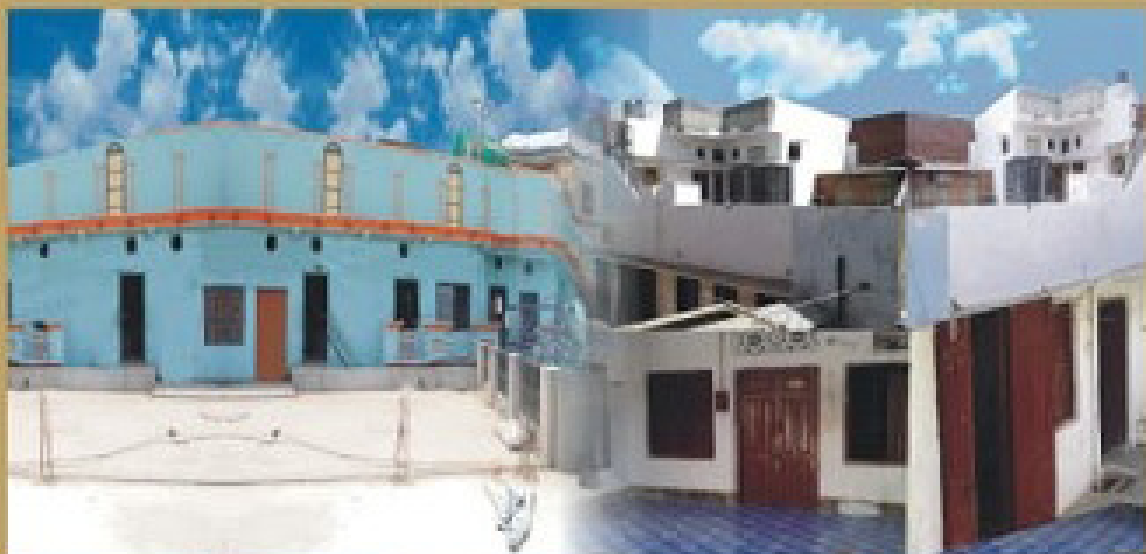
دعوت خیر

طالبان علوم نبویہ کے قیام وطعام، منظر اسلام کے تمام شعبوں کے عروج وارتقا، دارالافتا کے عمدہ واحسن انتظام، لائبریریوں کی آرائش وزیبائش، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مسلسل اشاعت، رضا مسجد کی زیب وزینت، خانقاہ رضویہ کی تب وتاب اور عرس رضوی کے وسیع انتظامات میں دل کھول کر حصہ لیں۔

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Mian", Printed at Raza